ماہنامہ
انصاراللہ

ایڈیٹر
احمد طاہر مرزا

مارچ 2012ء امان 1391 ہش

23مارچ1889ء حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے بیعت لینے کا آغاز فرمایا

- نماز دعا اور اعمال صالحہ
- حضرت بانی سلسلہ کے وصال پر معاندین کے اعتراضات کا مسکت جواب
- تحریرات حضرت مسیح موعود کی برکات
- احمدیت سے میرا پہلا تعارف
- تحریک جدید ایک الٰہی تحریک

- اس پاکستان کو قائم کریں جو قائداعظم قائم کرنا چاہتے تھے
- سندھ میں سیلابی بارشیں اور انصاراللہ کی خدمات

”اللہ تعالیٰ ان جیسے بے شمار سلطان نصیر عطا فرمائے“

1951-2012

مکرم راویل بخاری صاحب

(Ravil Bukhareav)

ارض روس کے عظیم خادم سلسلہ اور ہمارے بھائی مکرم راویل بخاری صاحب جو 24 جنوری 2012ء کو اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ آپ نہایت عاجز، خلافت سے محبت کرنے والے اور خلیفہ وقت کے دست و باز و تھے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27 جنوری 2012ء کے خطبہ جمعہ میں آپ کی عظیم الشان خدمات سلسلہ کا ذکر فرمایا جن کا ہر جاننے والا ان کی خوبیوں کے بیان میں رطب اللسان تھا۔ آپ روس میں حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے ابتدائی ذروں میں سے ایک ذرہ تھے۔ اپنے علم و عرفان، اخلاص و وفا، بے نفسی، خلافت سے بے انتہاء تعلق، عاجزی اور حضرت مسیح موعود کے پیغام کو روس میں پہنچانے کی تڑپ کے لحاظ سے ایک روشن ستارے تھے۔ 1990ء میں جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ملاقاتوں کے نتیجہ میں تاتاریوں سے احمدی ہوئے۔ مکرم راویل بخاری بہت اچھے شاعر، ادیب، جرنلسٹ، مترجم اور داعی الی اللہ تھے۔ لندن میں رشین ڈیسک میں نہایت محنت اور اخلاص سے کام کرتے رہے۔ بہت سی جماعتی کتب کا رشین میں ترجمہ کیا۔ رشین ترجمہ قرآن کیلئے نمایاں خدمات سرانجام دیں جس کے اب تک تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ آپ کو قومی خدمات کے نتیجہ میں مختلف اعزازات سے نوازا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کی آواز کو رشین بولنے والوں تک پہچانے کا اعزاز بھی ان کو ہی نصیب ہوا اور خلیفۃ وقت کے دست و بازو بننے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان جیسے بے شمار سلطان نصیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہنامہ
انصاراللہ
احمدی انصار کی تعلیم و تربیت کے لئے

امان 1391ھ مارچ 2012ء/جلد 53/شمارہ 3

ایڈیٹر: احمد طاہر مرزا

☐ اداریہ 2
☐ القرآن الکریم 4
☐ درس حدیث 5
☐ کلام الامام 7
☐ منظوم کلام 8
☐ قصیدہ در مدح نبویؐ 9
☐ تحریرات حضرت مسیح موعودؑ کی برکات 10
☐ احمدیت سے میرا پہلا تعارف 14
☐ قرارداد تعزیت بروفات محترم سید عبدالحی شاہ صاحب 16
☐ حضرت بانی سلسلہ کے وصال پر معاندین کے اعتراضات کا مسکت جواب 17
☐ سندھ میں سیلابی بارشیں اور انصاراللہ کی خدمات 29
☐ تحریک جدید ایک الٰہی تحریک 33
☐ اخبار مجالس 37
☐ مقابلہ مقالہ نویسی برائے مجلس انصاراللہ پاکستان 39

نائبین ○ ریاض محمود باجوہ ○ محمود احمد اشرف ○ مبشر احمد خالد

فون نمبر 047-6212982_فیکس 047-6214631 موبائل نمبر مینیجر (0336-7700250)

ای میل: magazine@ansarullahpk.org ansarullahpakistan@gmail.com

قائد اشاعت: quaid.ishaat@ansarullahpk.org

پبلشر: عبدالمنان کوثر پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کمپوزنگ و ڈیزائننگ: فرحان احمد ذکاء

مقام اشاعت: دفتر انصاراللہ دارالصدر جنوبی، چناب نگر (ربوہ) مطبع: ضیاءالاسلام پریس

شرح چندہ پاکستان سالانہ 200: روپے۔ قیمت فی پرچہ: 20 روپے

✣ سرورق: عالمی بیعت بر موقع جلسہ یوکے 2011ء

ادار یہ

’’اس پاکستان کو قائم کریں جو قائداعظم قائم کرنا چاہتے تھے‘‘

آج سے 123 سال قبل 23 مارچ 1889ء کو وہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو بڑی خوشخبری کی صورت میں عطا فرمائی کہ اُمت کے ایک ہزار سال کے مسلسل اندھیروں میں ڈوبتے چلے جانے اور دینِ حق کا فقط نام رہ جانے کے بعد ایک چاند روشن ہوگا۔ جس کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ پھر وہ روشنی پھیلتا چلا جائے گا اور اس کا سلسلہ بھی دائمی ہوگا اور اپنے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے حُسن اور ضیاء سے اس کے تربیت یافتہ بھی ہمیشہ دنیا کے دلوں کو روشنی بخشتے رہیں گے۔ مشیت ایزدی نے جماعت احمدیہ عالمگیر میں 23 مارچ کا دن یوم پاکستان کے ساتھ جوڑ دیا ہے۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس میں ’’باب لد‘‘ (لدھیانہ) محلّہ جدید میں حضرت منشی احمد جان صاحب لدھیانوی کے مکان پر حضرت سرورکونین ﷺ کے غلام کامل و عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باذن الٰہی بیعت لینے کا آغاز فرمایا اور آج یہ سلسلہ احمدیہ کروڑوں سعید روحوں کی پناہ گاہ بن چکا ہے۔ دنیا جو مرضی کہتی پھرے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر سال 23 مارچ کو بقائے پاکستان کیلئے سب سے زیادہ دعائیں احمدی سجدہ گاہوں میں کی جاتی ہیں۔ اگرچہ وطن عزیز کے دانشور آج بھی فکرمند ہیں کہ قائداعظم کے مزار پر وہی لوگ جمع ہوتے ہیں جو قیام پاکستان کے خلاف تھے یا جو قائداعظم کو کافراعظم کہنے والے تھے۔ حالیہ بعض سیاسی جلسوں کے حوالہ سے جناب نذیر ناجی صاحب نے لکھا:

’’جس قائداعظم کے مزار پر یہ سب کچھ کیا گیا انہیں تحریک پاکستان کے دوران علمائے کرام کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ انہیں کافراعظم تک کہا گیا۔ لیکن قائد نے اپنے کردار اور اپنے سیاسی پروگرام سے ہٹ کر دباؤ کے تحت ایسی کوئی نمائشی حرکت نہیں کی جو ان کے مزار پر ہونے والے جلسوں میں کی گئی۔ جس ملائیت سے لڑتے ہوئے قائد نے پاکستان حاصل کیا اب وہ جدید سیاست کے دعویداروں کے ذریعے ان کے مزار تک جا پہنچی ہے۔ حالات یہی رہے تو ایک قائداعظم کا پاکستان ڈھونڈنے ہمیں بنگلہ دیش جانا پڑے گا۔ (روزنامہ جنگ لاہور 10 جنوری 2012ء اداریہ صفحہ)

خدا نہ کرے کہ ایسا ہو۔ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو ہمیشہ پائندہ و تابندہ رکھے اور عمائدین پاکستان کو بھی بانی پاکستان کے سنہری اصولوں کے مطابق پاکستان کو ترقی کی نئی شاہراہیں طے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہم وطن ارباب اختیار کو متعدد مواقع پر قائداعظم کے اصولوں کے مطابق پاکستان کی ترقی کی منازل پر گامزن کرنے کی طرف توجہ مبذول کرواچکے ہیں۔ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:

’’آج کل کی حکومتیں جو پاکستان میں مرکزی اور صوبائی سطح پر قائم ہیں۔ ان کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں کو پاکستان کی بقا عزیز ہے جس کے لئے ہر احمدی اور ہر شریف النفس شہری ہمیشہ کوشش بھی کرتا ہے اور دعا بھی کرتا ہے تو اس پاکستان کو قائم کریں جو حضرت قائداعظم قائم کرنا چاہتے تھے۔ نہ یہ کہ مذہبی بنیادوں پر نفرتوں کی دیواریں کھڑی کی جائیں۔ مذہب کی بنیاد

پر دوسروں کے خون سے ہولی کھیلی جائے......۔ 1947ء کے صدارتی خطبہ میں.....قائداعظم نے تو یہ فرمایا تھا کہ:

’’اگر ہمیں پاکستان کی اس عظیم الشان ریاست کو خوشحال بنانا ہے تو ہمیں اپنی تمام تر توجہ لوگوں کی فلاح و بہبود کی جانب مبذول کرنا چاہئے۔ خصوصاً عوام اور غریب لوگوں کی جانب۔ اگر آپ نے تعاون اور اشتراک کے جذبے سے کام کیا تو تھوڑے ہی عرصے میں اکثریت اور اقلیت، صوبہ پرستی اور فرقہ بندی اور دوسرے تعصبات کی زنجیریں ٹوٹ جائیں گی‘‘۔ فرمایا کہ:

’’......**آپ آزاد ہیں، آپ اس لئے آزاد ہیں کہ اپنے مندروں میں جائیں، آپ آزاد ہیں کہ اپنی مسجدوں میں جائیں یا پاکستان کی حدود میں اپنی کسی عبادت گاہ میں جائیں۔ آپ کا تعلق کسی مذہب، کسی عقیدے یا کسی ذات سے ہو اس کا مملکت کے مسائل سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے‘‘۔**

یہ قائداعظم فرمارہے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ بات بطور نصب العین اپنے سامنے رکھنی چاہئے اور ’’آپ یہ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ہندو ہندو نہ رہے گا اور مسلمان مسلمان نہ رہے گا۔ مذہبی مفہوم میں نہیں کیونکہ ہر شخص کا ذاتی عقیدہ ہے بلکہ سیاسی مفہوم میں اس مملکت کے ایک شہری کی حیثیت سے‘‘۔ (افکار قائداعظم، مرتبہ محمود عاصم، ناشر مکتبہ عالیہ لاہور، صفحہ 358)

’’اب یہ تصور قائداعظم نے پیش کیا ہے اور 1974ء کی اسمبلی اس سے بالکل الٹ کام کررہی ہے......۔ اسمبلیوں کا کام نہیں ہے کہ کسی کے مذہب اور عقیدے اور عبادت کے طریقوں کا فیصلہ کرتی پھرے کہ کس نے کس طریقے سے عبادت کرنی ہے۔ جس دن حکومت پاکستان میں اس اصل کو سمجھ کر اس اصول پر کام کرنا شروع کیا گیا جس کی راہنمائی قائداعظم نے فرمائی ہے وہ دن پھر انشاء اللہ تعالیٰ پاکستان کی ترقی کی نئی راہیں متعین کرنے والا دن ہوگا۔ فرقہ پرستی اور قومیت کی دیواریں گریں گی تو تبھی قائداعظم کے خوشحال پاکستان کو پاکستانی دیکھ سکیں گے۔ پس اب بھی جو سیاستدان ہیں ان کو اپنی تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ کسی کے دین کی جزئیات کا فیصلہ کرنا یا دین کے بارے میں فیصلہ کرنا اور اپنے عقیدے ٹھونسنا نہ ہی (دین) اس کی اجازت دیتا ہے اور نہ ہی اس عظیم شخصیت نے جس نے مسلمانوں کو ایک علیحدہ مملکت بنا کر دی ہے اس بارہ میں اجازت دی تھی۔ ایک شہری کی حیثیت سے پاکستان کے ہر شہری کو اس کے حقوق دینے چاہئیں......۔

فرقہ پرستی اور قومیت کی دیواریں گریں گی تو تبھی قائداعظم کے خوشحال پاکستان کو پاکستانی دیکھ سکیں گے

یہ برابری کے حق ملیں گے تو ملک میں سکون کی فضا قائم ہوگی۔ ان حکومتوں کو چاہئے کہ اس بات سے سبق سیکھیں کہ 1974ء کے جو فیصلے ہوئے اور پھر 1984ء میں اس میں مزید ترمیم کرکے احمدیوں کے خلاف جو کارروائیاں کی گئیں اور جو پابندیاں لگائی گئیں اس کے بعد سے ملک تنزل کی طرف جارہا ہے۔ کوئی ترقی نظر نہیں آتی ایک قدم آگے بڑھتا ہے تو تین قدم پیچھے چلا جاتا ہے۔ احمدیوں نے تو تمام تر ظلموں کے باوجود ملک کی بہتری کیلئے کوشش بھی کرنی ہے اور دعا بھی کرنی ہے اور وہ کریں گے لیکن احمدیوں کو نقصان پہنچانے والے یہ یاد رکھیں کہ خداتعالیٰ کی تقدیر تم سے ایک دن ضرور بدلہ لے گی‘‘۔

(خطبہ جمعہ 20 مارچ 2009ء بحوالہ خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 151-152)

عقل پہ قبضہ کر رکھا ہے اَوروں نے — اس جاگیر کو اب اپنوں کے نام کرو
دامن تھام لو سوہنے سچے مرشد کا — رہ چلتے کو مت ’’پیش امام‘‘ کرو

القرآن الحکیم

عظیم الشان کتاب ہمارے لئے شفاء اور رحمت

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ○ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○ وَآخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○ (الجمعۃ: 2 تا 4)

اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمان میں ہے اور جو زمین میں ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ قدوس ہے۔ کامل غلبہ والا ہے۔ (اور) صاحبِ حکمت ہے۔ وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ انہیں پاک کرتا ہے۔ انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور انہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی اُن سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''ایک پہلا دَور تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا اور آپ نے اس تعلیم کے ذریعہ سے جو آپ پر اتری، دنیا کی انتہائی بگڑی ہوئی حالت میں ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ لوگ جو جاہل اور ذرا ذرا سی بات پر جانوروں کی طرح ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو جاتے تھے،......انہیں اس خوبصورت تعلیم کے ذریعہ سے پاک کیا۔......انہیں اس خوبصورت کتاب سے جو واحد الٰہی صحیفہ ہے جس نے تاقیامت تمام علوم وحکمت کی باتوں کا احاطہ کیا ہوا ہے، اُس سے روشناس کروایا......اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے یہ لوگ انسان بنے اور پھر انسان سے تعلیم یافتہ انسان بنے اور پھر تعلیم یافتہ انسان سے باخدا انسان بنے۔

اس دَور میں اب پھر ہم پر اللہ تعالیٰ نے یہ احسان فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو بھیجا ہے تا کہ آیات پڑھ کر سنائے۔ الٰہی نشانات سے ہماری روحانیت میں اضافہ کرے، ہمارے ایمان اور یقین میں اضافہ کرے، ہماری زندگیوں کو صحیح رہنمائی کرتے ہوئے پاک کرے، ہمیں اس الٰہی کتاب کی حقیقت اور اس کے اسرار سے آگاہ کرے، ہمیں بتائے کہ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا (بنی اسرائیل: 83) کہ یہ شفاء اور رحمت ہے مومنین کیلئے......۔ پس یہ احسان ہے جو مومنوں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور جو صرف اور صرف آج اُس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والے، اُس پر چلنے والے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 25 / مارچ 2011ء بمقام بیت الفتوح لندن، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 15 تا 21 / اپریل 2011ء)

درس حدیث

اسوۂ رسولؐ اور آنکھوں کی ٹھنڈک نماز

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ [1].

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتیں اور خوشبو مجھے پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے فطرت میں استعدادوں کے مطابق نور رکھا ہے۔ نیک فطرت زیادہ جذب کرتا ہے نیکیوں کو جس میں کمی ہے وہ کم جذب کرتا ہے اور اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق ہر کوئی اس نور سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ پس یہ آنحضرت ﷺ کا کامل نور تھا جو اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو تھا اور اب تا قیامت یہی نور ہے جس نے دنیا کو فیض پہنچانا ہے..... تاکہ دنیا اس کی روشنی سے فیضیاب ہو اور اس کام کو جاری رکھنے کی وجہ سے آپ کو، حضرت مسیح موعود کو خاتم الخلفاء کہا گیا ہے کہ آپ سے پہلے جو بھی اولیاء اور مجددین آئے ان کے ذریعہ مخصوص لوگوں اور مخصوص علاقوں میں اس تعلیم کو پھیلانے کا کام ہوتا رہا جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے۔

اب مسیح (-) کے ذریعہ سے اونچے ترین طاقوں پر رکھ کر اس چراغ کو دنیا کے تمام کناروں تک یکدفعہ پہنچانے کا جو کام ہے وہ..... حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کے ذریعہ سے ہی ہو رہا ہے۔ جو (دین) کی حقیقی تعلیم کو آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق پھیلانے کے کام انجام دے رہے ہیں اور اونچے ترین میناروں سے تمام دنیا میں یکدفعہ اس کو دکھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپؐ کے اُسوہ، آپ کے اخلاق کو اور آپ کی تعلیم کو اور اس خاتم الخلفاء کے بعد نظام خلافت ہی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ان طاقوں سے اور میناروں کو اونچا کرنے کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفوضہ فرائض کو پورا کرنا ہے..... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ. يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (النور: 37) کہ ایسے گھروں میں جن کے متعلق اللہ نے اذن دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اس کے نام کا ذکر کیا جائے، ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں..... عمل صالح کی طرف ہر وقت توجہ رکھنے والے ہیں اور اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ اور ایسے گھروں کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے گا..... جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے اور اس میں صبح شام اس کی تسبیح کی جاتی ہے۔ یعنی نمازوں کی پابندی ہوتی ہے۔ پس اس نور سے حصہ لینے کے لئے اور دین کا مددگار بننے کے لئے پہلی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے اور عبادتوں کی طرف توجہ دی جائے..... پس جس نور سے حصہ لینا ہے اور اس کے فیض یافتہ لوگوں میں شمار ہونا ہے تو اس کے لئے پھر نبی کریم

ﷺ کی اس بات کو بھی یاد رکھنا ہوگا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور یہ نماز ہی ہے جو ہر ایک کو اپنی اپنی استعدادوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنے گی۔ عام طور پر ظہر عصر کی نمازیں جمع کرنے کا بڑا رواج ہو جاتا ہے جو سوائے مجبوری کے نہیں ہونا چاہئے۔ بعض دفعہ مجبوری میں ہوتا ہے لیکن ایک عادت نہیں بن جانی چاہئے......۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے، ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ظہر کی نماز سے قبل چار رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ نے نماز سے پہلے ان چار رکعات پر دوام کیوں اختیار کیا ہے۔ بڑی باقاعدگی رکھتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔ میں نے آپؐ سے پوچھا تو آپ یعنی کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا یہ ایک ایسی گھڑی ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اس لئے مَیں پسند کرتا ہوں کہ اس گھڑی میں میرا کوئی نیک عمل بلند ہو۔ ②

پس یہ تھے وہ لوگ جو اس نُور سے براہ راست فیض پاتے ہوئے اپنے ہر نیک عمل کو اپنی بلندی درجات کا ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے تھے اور ان کے ہی گھر تھے جو اُس بلند مقام تک پہنچے۔ یہی وہ لوگ تھے جو اس بلند مقام تک پہنچے۔ جب وہ رضی اللہ عنہم بنے اور بعد میں آنے والوں کے لئے پھر ایک نمونہ ٹھہرے۔

آج مسیح (۔) کے غلاموں کا بھی یہی کام ہے اور ان کی یہی کوشش ہونی چاہئے کہ اپنے اعمال کی بلندی کے لئے جس حد تک بھی نیک عمل بجالانے کی کوشش کی جائے کوشش ہو سکتی ہو کی جائے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود...... نے فرمایا ہے کہ نُور سے وہی فیض پائے گا جس کے پاس کچھ نُور ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے اعمال شرط ہے اور ہر موقع سے جو اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہے اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ضرورت ہے۔'' ③

1۔ سنن النسائی کتاب عشرۃ النساء باب حب النساء حدیث نمبر 3957

2۔ مسند احمد بن حنبل مسند ابو ایوب الانصاری ایڈیشن 1998ء، جلد 7 صفحہ 777 حدیث نمبر 23947 مطبوعہ بیروت

3۔ خطبہ جمعہ فرمودہ 19 جون 2009ء بحوالہ خطبات مسرور جلد ہفتم صفحات 283 تا 285

یوم تحریک جدید 6 / اپریل 2012ء

امراء و صدر صاحبان جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ سال رواں کا پہلا ''یوم تحریک جدید'' 6 / اپریل 2012ء بروز جمعۃ المبارک منانے کا اہتمام فرمائیں جس میں مطالبات تحریک پر خصوصی توجہ دلائی جائے اور اس کی رپورٹ سے وکالت دیوان کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

کلام الامام

نماز، دعا اور اعمال صالحہ

(ارشادات سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

''دعائیں بہت کیا کرو۔ نماز مشکلات کی کنجی ہے۔ ماثورہ دعاؤں اور کلمات کے سوا اپنی مادری زبان میں بھی بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز و گداز کی تحریک ہو اور جب تک سوز و گداز نہ ہو اسے ترک مت کرو کیونکہ اس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے اور سب کچھ ملتا ہے۔'' ❶

''دعا کا سلسلہ ہر وقت جاری رکھو اپنی نماز میں جہاں جہاں رکوع و سجود میں دعا کا موقعہ ہے دعا کرو اور غفلت کی نماز کو ترک کردو۔ رسمی نماز کچھ ثمرات مترتّب نہیں لاتی۔'' ❷

''نماز میں دعائیں اپنی زبان میں مانگو جو طبعی جوش کسی کی مادری زبان میں ہوتا ہے وہ ہرگز غیر زبان میں پیدا نہیں ہوسکتا۔'' ❸

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا

''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی دعا انسان کو ہر کجی سے نجات دیتی ہے اور اس پر دین قویم کو واضح کرتی ہے۔ اور اس کو ویران گھر سے نکال کر پھلوں اور خوشبوؤں بھرے باغات میں لے جاتی ہے اور جو شخص بھی اس دعا میں زیادہ آہ و زاری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو خیر و برکت میں بڑھاتا ہے''۔ ❹

''اعمال صالحہ کی طاقت سے ان کا خدائے تعالیٰ کی طرف رفع ہوتا ہے۔'' ❺

فرمایا:

''مَیں اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ ضرورت ہے اعمال صالحہ کی۔ خدا تعالیٰ کے حضور اگر کوئی چیز جاسکتی ہے تو وہ یہی اعمال صالحہ ہیں۔'' ❻

1۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 589۔ 2۔ ملفوظات جلد سوم صفحہ 176۔ 3۔ ملفوظات جلد چہارم صفحہ 29۔ 4۔ کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 136۔ 5۔ ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 334۔ 6۔ ملفوظات جلد اول مطبوعہ ربوہ صفحہ 114۔

ع شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے

آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں ۔۔۔ دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں ۔۔۔ ذات سے حق کے وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ۔۔۔ اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام ۔۔۔ دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں ۔۔۔ لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
موردِ قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم ۔۔۔ جب سے عشق اس کا تہِ دل میں بٹھایا ہم نے
زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا ۔۔۔ افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں ۔۔۔ نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو ۔۔۔ رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ ۔۔۔ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ ۔۔۔ اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال ۔۔۔ سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نور دکھلا کے تیرا سب کو کیا ملزم و خوار ۔۔۔ سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے ۔۔۔ اپنا ہر ذرّہ تری راہ میں اڑایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اِک مرجعِ عالم دیکھا ۔۔۔ خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے ۔۔۔ تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی ۔۔۔ آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

عربی منظوم کلام

قصیدہ درشان حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَالْعِرْفَانِ ⌘ يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ

اے اللہ کے فیض و عرفان کے چشمے خلقت تیری طرف پیاسے کی طرح دوڑ رہی ہے۔

يَا بَحْرَ فَضْلِ الْمُنْعِمِ الْمَنَّانِ ⌘ تَهْوِیْ اِلَيْكَ الزُّمَرُ بِالْكِيْزَانِ

اے انعام واحسان کرنے والے خدا کے فضل کے سمندر۔لوگوں کے گروہ کوزے لئے تیری طرف لپکے آرہے ہیں۔

يَاشَمْسَ مُلْكِ الْحُسْنِ وَالْاِحْسَانِ ⌘ نَوَّرْتَ وَجْهَ الْبَرِّ وَ الْعُمْرَانِ

اے حسن و احسان کے ملک کے آفتاب! تو نے بیابانوں اور آبادیوں کو منور کر دیا ہے۔

قَوْمٌ رَأَوْكَ وَاُمَّةٌ قَدْ اُخْبِرَتْ ⌘ مِنْ ذٰلِكَ الْبَدْرِ الَّذِیْ أَصْبَانِی

ایک قوم نے تو تجھے دیکھا اور ایک امت نے خبر سنی ہے اس بدر کی جس نے مجھے (اپنا) عاشق بنا دیا ہے۔

يَبْكُوْنَ مِنْ ذِكْرِ الْجَمَالِ صَبَابَةً ⌘ وَتَأَلُّمًا مِّنْ لَوْعَةِ الْهِجْرَانِ

وہ تیرے حسن کی یاد سے بوجہ عشق کے (بھی) روتے ہیں اور جدائی کی جلن کے دکھ اٹھانے سے بھی۔

وَأَرَى الْقُلُوْبَ لَدَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً ⌘ وَأَرَى الْغُرُوْبَ تُسِيْلُهَا الْعَيْنَانِ

اور میں دیکھتا ہوں کہ دل بیقراری سے گلے تک آگئے ہیں اور میں دیکھتا ہوں آنکھیں جو آنسو بہا رہی ہیں۔

يَا مَنْ غَدَا فِیْ نُوْرِهٖ وَضِيَائِهٖ ⌘ كَالنَّيِّرَيْنِ وَنَوَّرَ الْمَلَوَانِ

اے وہ ہستی جو اپنے نور اور روشنی میں مہر وماہ کی طرح ہوگئی ہے اور رات اور دن منور ہوگئے ہیں۔

يَابَدْرَنَا يَا اٰيَةَ الرَّحْمٰنِ ⌘ اَهْدَى الْهُدَاتِ وَاَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے کامل چاند اے رحمٰن کے نشان اے سب راہنماؤں کے راہنما اور سب بہادروں سے بڑے بہادر۔

اِنِّیْ أَرَى فِیْ وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ ⌘ شَاْنًا يَّفُوْقُ شَمَائِلَ الْاِنْسَانِ

بے شک میں تیرے درخشاں چہرے میں دیکھ رہا ہوں ایک ایسی شان جو انسانی خصائل پر فوقیت رکھتی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد پنجم صفحہ: 590-591۔اردو ترجمہ بحوالہ القصائد الاحمدیہ صفحہ 5)

تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات

- دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے
- اگر قومی حیثیت سے جماعت کسی طرز تحریر کو اختیار کر سکتی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طرز تحریر ہے
- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں الٰہی جلال ہے اور وہ تصنع سے بالا ہے

سیدنا حضرت مصلح موعود نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے

''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔ جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے الفاظ جو ان کے حواریوں نے جمع کئے ہیں یا کسی وقت بھی جمع ہوئے ان سے آپ کا خاص طرز انشاء ظاہر ہوتا ہے اور بڑے بڑے ماہرین تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز تحریر بھی بالکل جداگانہ ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی، زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیاء کا کام مبالغہ، جھوٹ اور نمائش آرائش سے خالی ہوتا ہے اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جُوں جُوں انسان اسے پڑھتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جارہی ہیں اور جس طرح جب ایک زمیندار گھاس والی زمین پر ہل چلانے کے بعد سہاگہ پھیرتا ہے تو سہاگہ کے ارد گرد گھاس لپٹتا جاتا ہے اسی طرح معلوم ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر انسانوں کے قلوب کو اپنے ساتھ لپیٹتی جارہی ہے۔ اور یہ انتہاء درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔

میں تو عام طور پر دیکھتا ہوں کہ دانستہ یا نادانستہ طور پر دنیا اس طرز تحریر کو قبول کرتی جارہی ہے۔ جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو میں کتابیں لکھنی شروع کیں اس وقت تحریر کا رنگ ایسا تھا کہ آج اسے پڑھنا اور برداشت کرنا سخت مشکل ہے۔ مگر آہستہ آہستہ زمانہ کی تحریر بھی اسی رنگ میں ڈھل گئی جس رنگ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے ڈھالا تھا...... پس جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے اور یہ مصنفوں اور مضمون نگاروں کا کام ہے۔

نقش قائم کرنا جماعت کے ذمے ہے، آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے، آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے، آپ کی قوت قدسیہ اور قوت اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے آپ کے نظام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے۔ اور یہ مصنفوں اور مضمون نگاروں کا کام ہے۔ باقی جماعتیں تو اپنی ذمہ داریوں کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور ایک حد تک ان پر کاربند بھی ہیں مگر مصنف اور مضمون نگار ابھی اس طرف متوجہ نہیں ہوئے۔ چاہئے کہ ہماری تحریرات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رنگ میں رنگین ہوں تا آئندہ یہ سلسلہ ایسے رنگ میں جاری ہو کہ یہ بھی آپ کی ایک نشانی سمجھی جائے۔ عیسائیت کا طرز تحریر ساری دنیا سے جداگانہ ہے۔ اور عیسائی لٹریچر کی بنیاد انجیل پر ہے۔ عیسائی سکولوں میں اناجیل کے بعض حصے ایسے رنگ میں پڑھائے جاتے ہیں کہ نوجوانوں کو اس طرز تحریر اور زبان سے مناسبت پیدا ہو جائے۔

ہمارے اخبار نویسوں، رسالہ نویسوں اور کتابیں لکھنے والوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طرز تحریر کی نقل کریں

ہمارے مضمون نگاروں اور مصنفوں کو بھی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو ایسے رنگ میں پڑھیں کہ اس طرز کی نقل کر سکیں۔ اور اس لٹریچر کی نقل کرنے کی کوشش نہ کریں جس میں شوخی اور ہنسی کا پہلو ہوتا کہ وہ دو خدمتیں بجا لانے والے ہوں۔ ایک خدمت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل کے قیام کی اور دوسری آپ کے طرز تحریر کو جاری کرنے کی۔ موجودہ صورت میں وہ ایک رنگ میں تو خدمت کر رہے ہیں۔ یعنی سلسلہ کے دلائل کو قائم کر رہے ہیں مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کو چھوڑ کر دوسرے رنگ میں حملہ کر رہے ہیں کیونکہ وہ اپنے عمل سے بتا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز تحریر نہیں بلکہ مولوی ثناء اللہ وغیرہ کا طرز تحریر قابل تقلید ہے جس میں دوسروں کو گالیاں دینا یا تھوڑی دیر کے لئے ہنسا لینا مدنظر ہوتا ہے۔ پس ہمارے اخبار نویسوں، رسالہ نویسوں اور کتابیں لکھنے والوں کو چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کی نقل کریں۔ میں نے ہمیشہ یہ قاعدہ رکھا ہے خصوصاً شروع میں جب مضمون لکھا کرتا تھا۔ پہلا مضمون جو میں نے تشحیذ میں لکھا وہ لکھنے سے قبل میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو پڑھا تا اس رنگ میں لکھ سکوں اور آپ کی وفات کے بعد جو کتاب میں نے لکھی اس سے پہلے آپ کی تحریروں کو پڑھا اور میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے میری تحریر میں ایسی برکت پیدا ہوئی کہ ادیبوں سے بھی میرا مقابلہ ہوا اور اپنی قوت ادبیہ کے باوجود انہیں نیچا دیکھنا پڑا۔

حضرت مسیح موعود کی تحریر اپنے اندر ایسا جذب رکھتی ہے کہ اس کی نقل کرنے والے کی تحریر میں بھی دوسرے سے بہت زیادہ زور اور کشش پیدا ہو جاتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر اپنے اندر ایسا جذب رکھتی ہے کہ اس کی نقل کرنے والے کی تحریر میں بھی دوسرے سے بہت زیادہ زور اور کشش پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مسیح ناصری تو دنیا کے لٹریچر کا رنگ بدل دے مگر مسیح (۔) نہ بدلے۔ اگر انجیل نے انیس سو سال تک دنیا کے لٹریچر کا رنگ بدلا ہے تو مسیح (۔) اس سے بہت زیادہ عرصہ تک بدلے گا۔ مگر اس کی طرف پہلا قدم اٹھانا ہمارا کام ہے۔ **اگر ہمارا طرز تحریر وہی ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہے تو پھر دیکھو کتنا اثر ہوتا ہے۔** دلائل بھی بے شک اثر کرتے ہیں مگر سوز اور دردان سے بہت زیادہ اثر کرتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں دلائل کے ساتھ ساتھ درد اور سوز پایا جاتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایسا پانی ہے جس میں ہلکی سی شیرینی ملی ہوئی ہے۔ وہ بے شک شربت نہیں لیکن ہم اسے عام پانی بھی نہیں کہہ سکتے۔ وہ پانی کی تمام خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے مگر دوسری طرف پانی سے زائد خوبیاں بھی اس کے اندر موجود ہیں اور میں سمجھتا ہوں جو کام اس وقت ہمارے مصنف اور محرر کر رہے ہیں اس سے دوگنا کر سکتے ہیں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کو اختیار کریں۔

اس وقت پرانے لوگوں کا طرز تحریر اور ہے اور نئے لوگوں کا اور۔ ہر ایک کا جداگانہ طرز ہے اور ہر شخص اپنے رنگ میں چل رہا ہے جس سے قومی لٹریچر کی بنیاد قائم نہیں ہو سکتی۔ **اگر قومی حیثیت سے جماعت کسی طرز تحریر کو اختیار کر سکتی ہے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طرز تحریر ہے۔ اس کو چھوڑ کر اگر ہر کوئی اپنا جداگانہ طریق اختیار کرے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ جماعت کسی کی بھی نقل نہیں کرے گی** کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی اور کی یہ پوزیشن نہیں کہ جماعت اس کی نقل کرے۔ اگر ہر ایک کی طرز تحریر علیحدہ ہو تو سلسلہ کا طرز تحریر کوئی نہ ہوگا حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ ہمارے مصنف کی تصنیف کو پڑھ کر خواہ وہ مذہبی ہو یا سیاسی یا ادبی یا کسی اور موضوع پر ہو نوے فیصدی یہ پتہ لگ جائے کہ یہ کسی احمدی کی تصنیف ہے۔ اس کے اندر سنجیدگی، وقار، سلاست اور روانی ایک جگہ جمع ہونی چاہئے۔ اس کے اندر ایک طرف امید کو بڑھایا جائے تو دوسری طرف خشیت پیدا کرنے کا خیال رکھا جائے یہ نہیں کہ ایک چیز کو بڑھایا اور دوسری کو مٹا دیا جائے۔ وہ ایک ایسی نہر کی طرح ہو جو باغ کے درمیان میں سے گزرتی ہے اور دائیں بائیں دونوں طرف سیراب کرتی ہے۔ اس کے کناروں پر درخت ہیں جس کے سایہ میں لوگ آرام کرتے ہیں۔ اگر ہمارے دوست ایسی طرز تحریر اختیار کریں تو تھوڑے ہی عرصہ میں اگر دنیا اس کی نقل نہ کرے تو کم از کم محسوس ضرور کرنے لگ جائے گی کہ یہ نیا طرز تحریر ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں قائم کیا ہے اور یہ صورت یقیناً ہمارے لئے زیادہ بابرکت، زیادہ مفید اور زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوگی یہ معمولی بات نہیں ہے۔ اس موقع پر میں مثالیں دے کر نہیں سمجھا سکتا۔ اس کا آسان

گر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی کتاب کو اٹھاؤ اور اس کے دس صفحے پڑھ جاؤ پھر آج کل کے کسی احمدی مصنف کی کتاب کے دس صفحے پڑھو صاف پتہ لگ جائے گا کہ نمایاں فرق ہے۔ لیکن اگر کسی میری تصنیف کے دس صفحے پڑھو تو صاف معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طرز تحریر کی نقل ہے کیونکہ میں نے جس وقت سے قلم اٹھایا ہے ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھا ہے سوائے کسی خاص موقع کے جہاں کوئی اور بات مدنظر ہو اور روانی اور سلاست وغیرہ مدنظر نہ ہوں جسے عام کتابوں اور تحریروں میں شامل نہیں کیا جا سکتا بلکہ جداگانہ موقع اور محل ہوتا ہے۔ ایسی تحریروں کو چھوڑ کر باقی کو اگر کوئی مبصر پڑھے تو صاف معلوم ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرز تحریر کی نقل کی ہے۔ مگر جدید مصنفوں کی تحریروں میں یہ بات نہیں بلکہ ان کی طرز ایسی ہے کہ معلوم ہوتا ہے دوسروں کو ہنسانا یا ڈرانا مدنظر ہے۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کی روانی کی مثال ایسی ہے جیسے پہاڑوں پر برسا ہوا پانی بہتا ہے بظاہر اس کا کوئی رخ معلوم نہیں ہوتا مگر وہ خود اپنا رخ بناتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں میں الٰہی جلال ہے اور وہ تصنع سے بالا ہے۔ جس طرح پہاڑوں کے قدرتی مناظر ان تصویروں سے کہیں زیادہ دلفریب ہوتے ہیں جو انسان سالہا سال کی محنت سے تیار کر کے میوزیم میں رکھتا ہے۔...... اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عبارت بھی سب سے فائق ہے۔**

......پس ہمارا فرض ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تتبع میں دنیا کا لٹریچر بدل ڈالیں۔ تا ہر انسان آپ کی اس خوبی کا بھی اعتراف کرے۔"

(خطبہ جمعہ 10 جولائی 1931ء از خطبات محمود جلد 13 صفحہ 217 تا 221)

ماہنامہ انصاراللہ کے خصوصی نمبرز

احباب کرام کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ مجلس انصاراللہ پاکستان مکرم و محترم مولانا سید عبدالحی شاہ صاحب مرحوم (ناظر اشاعت) اور بزرگوار حضرت مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹؒ پر ماہنامہ انصاراللہ کے خصوصی نمبرز شائع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ قارئین کرام، اہل قلم حضرات اور ان بزرگان کے اقرباء سے درخواست ہے کہ انکی سیرت و سوانح کے بارہ میں قابل ذکر واقعات، یادیں، تاثرات اور ان کی خدمات سلسلہ کے حوالہ سے مضامین ارسال کر کے ممنون فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار مدیر ماہنامہ انصاراللہ پاکستان

احمدیت سے میرا پہلا تعارف:

یہ کیابات ہوئی جواچھی بات کرتا ہےاور مخالف کوچیلنج کررہا ہےوہ مومن نہیں

(مکرم چوہدری محمد علی صاحب ایم اے، وکیل التصنیف تحریک جدید، ربوہ)

''مجھے دین کاتو کچھ علم نہ تھا نہ کچھ پتا تھا البتہ بچپن میں ایک واقعہ ضرور ہوا کہ خاکسار سکول کی ایک چھوٹی جماعت میں تھا اور سکول شہر سے باہر تھا تو وسط میں جہاں آبادی نہیں تھی آریہ سماج کا مندر تھا تو پہلی ملاقات تو احمدیوں سے اس وقت ہوئی۔ اگر چہ احمدیوں سے تو شاید مل چکا تھا مگر تاثر کچھ اچھا نہ تھا بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ وہ Negative تاثر تھا۔ہم اگر چہ بچے تھے مگر تقریروں اور مباحثوں سے دلچسپی تھی۔ایک بار اس مندر میں اسلام میں حلال اور حرام کے موضوع پر تقریر ہورہی تھی اور وہ مقرر آریہ سماجی تھا، نام ست دیو تھا۔جو اسلام کا یہ کہتے ہوئے مذاق اُڑا رہا تھا کہ آیئے اسلام کے حلال وحرام کے ڈھول کا پول کھول کر بتائیں۔وہ ایک ایک جانور کا نام لیتا تھا، کسی حلال یا حرام جانور کا مثلاً مینڈک، کچھوا، کوا اور چار پانچ فقہاء کے فیصلے کے مطابق مضحکہ خیز رنگ میں حلال وحرام کی تکرار کرتا تھا۔اتنے میں ایک صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ پنڈت صاحب بکواس بند کریں۔اس نے پوچھا آپ کون ہیں؟ جواب دیا میں حافظ حسن علی ہوں۔پنڈت صاحب نے مذاقاً کہا کہ آپ حافظ ہیں (یعنی نابینا) آپ بیٹھ جائیں۔''

> **پنڈت صاحب نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کاعلاج! قادیان سے آیا ہوں ....**

اتنے میں ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا ہوا۔اس نے باآواز بلند کہا۔''پنڈت صاحب مجھے سٹیج پر آنے کی اجازت دیجئے تا کہ جو آپ بیان کر رہے ہیں، میں اس کا جواب دوں۔پنڈت صاحب نے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کا علاج! قادیان سے آیا ہوں۔میرا نام ظہور حسین ہے (یہ حضرت مولوی ظہور حسین مجاہد روس و بخارا تھے) اس نے کہا آپ بیٹھ جائیں ہماری مسلمانوں سے بات ہورہی ہے آپ کی بات نہیں ہورہی تم شور مت کرو۔اس پر لوگوں نے جو اس کی تقریر کے انداز سے تنگ آچکے تھے، کہا ''نہیں یہ مومن ہیں۔'' (نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے) بیچارے مسلمان آریوں کی دل آزاری سے بےبس نظر آتے تھے۔ان کیلئے یہ ایک بڑی بات تھی کہ احمدیوں کی طرف سے ......دفاع ہورہا تھا۔چنانچہ احمدیت سے ہمارا پہلا تعارف یہی ہوا کہ یہ کیابات ہوئی جو اچھی بات کرتا

ہے اور مخالف کو چیلنج کر رہا ہے وہ مومن نہیں ۔

اس پر حضرت مولوی صاحب نے اسے چیلنج کیا کہ کل ہمارے ساتھ مناظرہ کریں۔ چنانچہ اگلے دن ایک پبلک جلسہ ہوا۔ اس موقع پر حضرت مولوی صاحب نے ویدوں پر عموماً اور نیز نیوگ پر خصوصاً تفصیل سے بیان کیا تو باقی ہندوؤں نے عرض کی کہ ہمارا تو آریہ سماج سے کوئی تعلق نہیں نہ ہم نے اسلام پر اعتراض کیا ہے۔ پھر بھی ہم معافی مانگتے ہیں کہ آریہ سماج والوں نے اسلام پر گند اچھال کر آپ کی دل آزاری کی ہے۔

اس سے اگلے روز وہ آریہ مقرر صبح صبح ہمارے سکول میں آیا تو یوگا کی ایکسر سائز کی۔ ہم بچے Hedges کی آڑ میں چھپ کر اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے ہمیں اشارے سے بلا کر دائرے میں بٹھالیا۔ پہلے نام پوچھتا تھا تا کہ ہندو اور مسلمان میں فرق کر سکے۔ سکھ بچے تو ویسے ہی پہچانے جاتے تھے۔ پھر ایک سوال یہ بھی کرتا تھا۔ ہر بچے سے دریافت کرتا تھا کہ ماس یعنی گوشت کھاتے ہو۔ ہندو بچے جواباً کہتے تھے کہ نہیں۔ مسلمان اور سکھ بچے کہتے تھے کہ کھانا چاہئے۔ میری باری آئی تو میں نے کہا میں کھاتا تو نہیں لیکن کھانا چاہئے کیونکہ میں گوشت نہیں کھا سکتا تھا (جبکہ ایم اے کی کلاس میں پہلی بار گوشت کھایا) نیز کہ آپ بھی گوشت کھاتے ہیں۔

مجھے تو علم نہ تھا کہ مرزائی کون لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ بات دل میں گڑ گئی کہ مرزائی صحیح بات کرتا ہے

یہ سبزیاں بھی جاندار ہیں آپ ان کا گوشت کھاتے ہیں۔ (ان دنوں میں نے بچوں کے ایک رسالے میں مضمون پڑھا تھا) اس پر اس نے کہا کیا تم مرزائی ہو۔ مجھے تو علم نہ تھا کہ مرزائی کون لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ بات دل میں گڑ گئی کہ مرزائی جو ہوتا ہے وہ صحیح بات کرتا ہے۔

خاکسار گذارش کرتا ہے کہ حضرت مولوی ظہور حسین صاحب کا یہ احسان خاکسار کیسے بھلا سکتا ہے کہ خاکسار کے قبول احمدیت کی نعمت کے حصول میں حضرت مولوی صاحب کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کی آل اولاد کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔"

(از "مجاہد بخارا و روس"، طبع پنجم محررہ 08-8-19 صفحہ: 45-46)

کیا کیا نہ تو نے ہم پر احسان کردیا
ساری صداقتوں کا اعلان کردیا

جو کچھ تھا گھر میں تجھ پر قربان کردیا
تو نے تو زندگی کو آسان کردیا

جتنے بھی بت تھے، تو نے گرا دیے ہیں
سارے صنم کدوں کو ویران کردیا ہے

تیری نظر نہیں تھی، اک معجزہ تھا جس نے
حیوان کو اٹھا کر انسان کردیا

چشمِ کرم تو ہوگی مضطرؔ حقیر پر
جب دوسروں پہ اتنا احسان کردیا

(اشکوں کے چراغ ص479)

قرارداد تعزیت

بروفات محترم سید عبدالحی شاہ صاحب

اراکین مجلس عاملہ انصاراللہ پاکستان مکرم سیّد عبدالحی شاہ صاحب کی وفات پر دلی رنج کا اظہار کرتے ہیں۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون. کلُّ من علیھا فان ویبقی وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام.

مکرم سید عبدالحی شاہ صاحب 12 رجنوری 1932ء کو کوریل ضلع اسلام آباد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ 1941ء میں قادیان آئے۔ 1945ء میں مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ پاکستان بننے کے بعد 1949ء میں احمدنگر ضلع جھنگ میں جامعہ احمدیہ میں آگئے۔ 1953ء میں مولوی فاضل کا امتحان پنجاب یونیورسٹی سے پاس کیا اور اوّل آئے۔ آپ بڑے تحقیقی کام سرانجام دیتے رہے۔ خدام الاحمدیہ میں بھی ایک لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا۔ 12، 13 سال خالد و تشحیذ کے پبلشر رہے۔ ضیاء الاسلام پریس کے مینیجر کے طور پر بھی کام کیا۔ آپ مجلس افتاء کے بھی ممبر رہے۔ الشرکۃ الاسلامیہ کے مینیجنگ ڈائریکٹر نیز فضل عمر فاؤنڈیشن اور طاہر فاؤنڈیشن کے بھی ڈائریکٹر تھے۔ عریبک بورڈ پاکستان و الفضل بورڈ کے بھی صدر تھے۔ 1982ء تا دم واپسی بطور ناظر اشاعت و تصنیف خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران کشمیری زبان میں ترجمۃ القرآن پر نظر ثانی کی سعادت حاصل کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی خزائن کے کمپیوٹرائزڈ سیٹ کی طباعت کی تیاری اور اشاعت فرمائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمہ قرآن کریم کی تیاری کے سلسلے میں گراں قدر خدمت سرانجام دی۔ نیز تفسیر کبیر کے مضامین کا انڈیکس تیار کیا۔

مجلس انصاراللہ میں آپ کو بطور قائد اشاعت و ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ آپ کو 1977ء تا 1979ء قائد اشاعت انصاراللہ مرکزیہ اور اپریل 1977ء تا 1979ء اور پھر نومبر 1985ء تا جنوری 1986ء ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ کے طور پر گراں قدر خدمات کی سعادت ملی۔

آپ بڑے صائب الرائے، سادہ مزاج، شریف النفس، معاملہ فہم، حلیم الطبع، مدبّر اور کم گو تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گہری فراست حاصل تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 23 ردسمبر 2011ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

> ’’اللہ تعالیٰ کی نظر میں محترم شاہ صاحب کا شمار نیک بندوں میں ہوتا تھا جو اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہتے ہیں۔ بے غرض، بے نفس، اور ایک درویش صفت انسان تھے۔ حلیمی اور چشم پوشی انتہا کی تھی۔ عجز و انکسار کے پتلے تھے۔ فرشتہ سیرت انسان تھے۔ مہمان نوازی بہت زیادہ تھی۔ میں نے ان کو کامل اطاعت کرنے والا پایا۔ بیعت کی روح کو سمجھنے والے اور اپنی تمام تر طاقتوں سے اس کا حق ادا کرنے والے تھے۔‘‘

ہم اراکین مجلس عاملہ و کارکنان مجلس انصاراللہ پاکستان محترم سید عبدالحی شاہ صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور شاہ صاحب مرحوم کے پسماندگان سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا کرے۔ آمین۔

جملہ اراکین مجلس عاملہ و کارکنان انصاراللہ پاکستان

''تمام حوادث اور عجائباتِ قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا''

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود کا وصال اور بعض نشانات کا ظہور

حضرت بانی سلسلہ کے وصال پر معاندین کے اعتراضات کا مسکت جواب

(مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب)

مامورین من اللہ کا ظہور خدا تعالیٰ کی خاص حکمت اور منشاء کے تحت ہوتا ہے۔جن کی زندگی بھی ایک نشان ہوتی ہے اور موت بھی اس شان سے ہوتی ہے کہ وہ اپنی ذات میں ایک عظیم الشان نشان ہوتی ہے۔سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے وصال سے قریباً اڑھائی سال قبل دسمبر 1905 میں رسالہ الوصیت شائع فرمایا اور اس کے آغاز میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان فرمایا:

''چونکہ خدائے عزّوجلّ نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے اور اس بارے میں اُس کی وحی اس قدر تواتر سے ہوئی کہ میری ہستی کو بنیاد سے ہلا دیا اور اس زندگی کو میرے پر سرد کر دیا۔اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اُٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں سو پہلے میں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی......۔

(ترجمہ) تیری اجل قریب آ گئی ہے اور ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کا نام ونشان نہیں چھوڑیں گے جن کا ذکر تیری رسوائی کا موجب ہو۔تیری نسبت خدا کی میعادِ مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے۔اور ہم ایسے تمام اعتراض دور اور دفع کر دینگے اور کچھ بھی اُن میں سے باقی نہیں رکھیں گے جن کے بیان سے تیری رسوائی مطلوب ہو۔اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ جو کچھ مخالفوں کی نسبت ہماری پیشگوئیاں ہیں ان میں سے تجھے کچھ دکھا دیں یا تجھے وفات دے دیں۔''

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 صفحہ301و302)

اس کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے یہ الہام درج فرمایا:

''بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں۔اس دن سب پر اداسی چھا جائے گی یہ ہوگا۔یہ ہوگا۔یہ ہوگا۔بعد اس کے تمہارا واقعہ ہوگا۔تمام حوادث اور عجائباتِ قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔''

اس سے بھی چند ماہ قبل اکتوبر 1905 میں حضور کو جو رؤیا دکھائی گئی اس کے متعلق آپ فرماتے ہیں:

''چند روز کا رؤیا ہے کہ ایک کوری ٹنڈ میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے۔پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفّٰی اور مقطر پانی ہے۔اس کے ساتھ الہام تھا۔ ''آبِ زندگی''

(ریویو آف ریلیجنز جلد 4 دسمبر 1905 صفحہ 480)

پھر اس کے ساتھ الہام ہوا: قَلَّ مِیْعَادُ رَبِّکَ

ترجمہ: تیرے رب کی مقرر کردہ میعاد تھوڑی رہ گئی ہے۔

پھر الہام ہوا: ''خدا کی طرف سے سب پر اداسی چھا گئی''

مذکورہ بالا الہامات میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر

دی گئی تھی کہ اب حضرت مسیح موعود کی وفات کا وقت قریب آرہا ہے اور االہامات کی بناء پر آپ نے ''رسالہ الوصیت'' کے نام سے اپنی وصیت بھی شائع فرمادی۔

جب ایک مامور من اللہ کا انتقال ہوتا ہے تو لازماً اپنوں اور غیروں کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اب اس کی قائم کردہ جماعت کا کیا ہوگا۔اس کا مشن کس طرح جاری رہے گا۔حضرت اقدسؑ نے رسالہ الوصیت میں خدائی جماعتوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سلوک کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے۔لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن و تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں......جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔اور یقین کر لیتے ہیں کہ یہ جماعت اب نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔پس جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔''

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 ص304)

پھر آپ نے اپنی جماعت کو یہ خوشخبری دی کہ:

''یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دیگا۔تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف اس کی شاخیں نکلیں گی۔اور ایک بڑا درخت ہوجائیگا۔''

(رسالہ الوصیت۔روحانی خزائن جلد20 ص309)

پھر ایک الہام سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی ستائیس تاریخ کو ایک واقعہ حضور کی ذات کے بارے میں ہوگا جس کے الفاظ یہ تھے:

''ستائیس کو ایک واقعہ (ہمارے متعلق) واللّٰہُ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰی''

(تذکرہ ایڈیشن 2004 ص630۔یہ الہام بدر ۱۹ دسمبر 1907 اور الحکم 24 دسمبر 1907 میں شائع ہوا تھا)

پھر 7 مارچ 1907 الہام ہوا:

''ماتم کدہ۔فرمایا اس کے متعلق کوئی تفہیم نہیں ہے۔پھر غنودگی میں دیکھا کہ ایک جنازہ آتا ہے۔''

(تذکرہ ایڈیشن 2004 ص636۔یہ الہام بدر 16 مارچ 1908 اور الحکم 10 مارچ 1908 ص6 میں شائع ہوا)

یہاں یہ بات واضح ہے کہ آپ کو بہت سے الہامات اس بارے میں ہو رہے تھے کہ اب وصال کا وقت قریب آرہا ہے۔اور حضور نے یہ الہامات شائع بھی فرمادیئے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ خود اپنی وفات کی پیشگوئی شائع فرما چکے تھے لیکن اس وقت آپ کا خداداد رعب اتنا تھا کہ جب

آپ نے ایک شدید مخالف مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مباہلہ کے لئے بلایا تو اس پر ایسا خوف طاری ہوا کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے اشتہار کی عبارت درج کر کے جو جواب لکھا اس کے شروع ہی میں یہ لکھا:

''(اول) یہ کہ اس دعا کی منظوری مجھ سے نہیں لی۔اور بغیر میری منظوری کے اس کو شائع کیا''

(اخبار اہلحدیث 26/اپریل 1907 ص5)

اور پھر آخر میں یہ لکھا کہ میں تمہاری درخواست کے مطابق حلف اٹھانے کے لئے تیار ہوں اگر تم یہ اطلاع دو کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔مگر پھر یہ کہہ کر مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کی:

''یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں۔اور نہ کوئی دانا اس کو منظور کرسکتا ہے۔

مرزائیو! تمہارا اگر و اور تم کہا کرتے ہو کہ مرزا صاحب منہاج نبوت پر آئے ہیں۔کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفوں کو اس طریق سے فیصلہ کرنے کی طرف بلایا ہے؟ بتلاؤ تو انعام لو ورنہ منہاج نبوت کا نام لیتے ہوئے شرم کرو۔شیم۔شرم۔شیم''

(اخبار اہلحدیث۔26 اپریل 1907 ص6)

اپنے وصال سے تقریباً ایک ماہ قبل حضرت مسیح موعود لاہور تشریف لے گئے۔اس سفر کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ حضرت اماں جان کی طبیعت ان دنوں علیل تھی اور لاہور جا کر کسی ماہر لیڈی ڈاکٹر سے مشورہ کرنا تھا۔حضور کی آمد کے بعد لاہور میں آپ کی قیام گاہ مرجع خلائق بن گئی اور احمدی اور دوسرے احباب آپ کی زیارت کیلئے آنے لگے۔مخالفت تیز ہوگئی اور آپ کی رہائش گاہ کے سامنے اوباش مخالفین نے اڈا جمالیا اور گندے اور اشتعال انگیز لیکچر دینے لگ گئے۔حضور نے احباب جماعت کو صبر اور ضبطِ نفس سے کام لینے کی نصیحت فرمائی۔پھر 9 مئی 1908 کو آپ کو الہام ہوا:

''اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْلُ''

یعنی کوچ کا وقت آگیا ہے۔ہاں کوچ کا وقت آگیا ہے۔

جیسا کہ اس وقت کی طباعت کے مسائل کیوجہ سے ہوتا تھا اور کچھ اس وجہ سے بھی کہ سلسلہ کے دونوں اخبارات یعنی بدر اور الحکم روزانہ نہیں شائع ہوتے تھے،الہامات کم وبیش دو ہفتہ کے بعد شائع ہوتے تھے۔یہ الہام 26 مئی کے بدر میں شائع ہوا یعنی عین اس دن جس دن دس ساڑھے دس بجے حضرت مسیح موعود کا وصال ہوا۔ابھی یہ اخبار لاہور کے لوگوں کے ہاتھ میں تھا کہ حضرت مسیح موعود کا وصال ہوگیا۔اور اسی روز کے بدر میں حضرت مسیح موعود کا یہ الہام بھی شائع ہوا:

''ڈرومت مومنو'' (تذکرہ ایڈیشن 2004 ص639)

حضور لاہور میں خدمتِ دین میں ہمہ وقت مصروف تھے لیکن اس کے ساتھ آپ کی صحت کمزور ہورہی تھی۔چنانچہ 12 مئی 1908 کو انگلستان کے سائنسدان پروفیسر ریگ صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سوالات پیش کئے۔آخر میں انہوں نے ایک اور ملاقات کے لئے وقت کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا:

''ان دنوں ہماری طبیعت بیمار ہے۔ہم زیادہ محنت نہیں برداشت کرسکتے۔البتہ صحت کی حالت ہو تو ممکن ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم ص626)

ان دنوں لاہور کے ایک معزز شہزادہ سلطان ابراہیم،جن کا تعلق کابل کے شاہی خاندان سے تھا حضرت مسیح موعود سے ملاقات کے لئے آئے۔حضور نے ان کو مخاطب کرکے فارسی

میں تقریر فرمائی، جس کا ترجمہ حضور کی وفات سے 12 روز قبل

"کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔

اخبار الحکم میں شائع ہوا۔ اس تقریر میں حضور نے فرمایا:

"اب ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔ کوئی پہلو ایسا نہیں رہ گیا جس کو ہم نے پورا نہ کیا ہو۔ البتہ اب تو ہماری طرف سے دعائیں باقی ہیں۔" (الحکم 14 مئی 1908ء ص6)

شہزادہ سلطان ابراہیم صاحب اس ملاقات کے نتیجے میں اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے احمدی احباب کو تحریک کی کہ حضور کی ایک تقریر کا اہتمام کیا جائے جس میں لاہور اور مضافات کی نمایاں شخصیات کو مدعو کیا جائے۔ اس تحریک کے نتیجے میں 17 مئی 1908 کو حضور کی اس تقریر کا اہتمام کیا گیا۔ لیکن اس تقریر سے ایک روز قبل اسہال کی وجہ سے حضور کی طبیعت ناساز ہوگئی اور آپ کو بہت زیادہ کمزوری ہو گئی۔ اس وقت ممکن نہیں نظر آتا تھا کہ آپ تقریر کیلئے تشریف لے جا سکیں گے اس لئے آپ نے حضرت مولانا حکیم نورالدین بھیروی (خلیفۃ المسیح الاول) کو ارشاد فرمایا کہ وہ مہمانوں کے سامنے تقریر کریں۔ حضرت مولانا صاحب نے تقریر شروع بھی کر دی تھی لیکن اس دوران حضرت اقدس کی طبیعت بہتر ہونی شروع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے الہام کی روشنی میں آپ مقام اجتماع میں خطاب کے لئے تشریف لے آئے اور قریباً دو گھنٹے آپ نے وہاں روح پرور خطاب فرمایا۔

(تاریخ احمدیت جلد2 ص530۔ سیرت المہدی جلد2 ص389 تا 391)

اسی روز یعنی 17 مئی 1908 آپ کو الہام ہوا کہ:

"مکن تکیہ برعمر ناپائیدار" کہ ناپائیدار عمر پر بھروسہ مت کر۔ (تذکرہ ایڈیشن 2004 ص640)

پھر 20 مئی 1908 کو الہام ہوا:

" اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ وَ الْمَوْتُ قَرِيْبٌ "

اب کوچ کا وقت آ گیا۔ ہاں کوچ کا وقت قریب آ گیا اور موت قریب ہے۔

25 مئی 1908 کی شام کو حضور نے "پیغام صلح" مکمل کر لیا جسکا موضوع ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں امن سے کس طرح رہ سکتے ہیں، تھا جس کا سب سے بڑا محرک عشق محمد عربی ﷺ تھا

جیسا بیان کیا گیا کہ اس وقت الہامات کی اشاعت عموماً دو تین ہفتہ کے بعد ہی ممکن ہوتی تھی۔ مندرجہ بالا دونوں الہامات حضرت مسیح موعود کی وفات کے کچھ روز کے بعد بدر اور الحکم میں شائع ہوئے۔ حضرت مسیح موعود کی تقریر جو 17 مئی کو ہوئی، وہ ایک مخصوص طبقہ میں کی گئی تھی۔ اس کے بعد یہ تجویز کیا گیا کہ آپ کا ایک خطاب عام پبلک میں بھی ہو۔ اس پبلک لیکچر کیلئے آپ نے "پیغام صلح" کا موضوع پسند فرمایا اور اس لیکچر کو لکھنا شروع کیا۔ بالآخر 25 مئی کی شام کو آپ نے یہ مضمون تقریباً مکمل کر کے کاتب کے سپرد کیا جسکا موضوع تھا کہ ہندوستان میں بسنے والے مختلف مذاہب کے لوگ آپس میں امن سے کس طرح رہ سکتے ہیں۔ یہ آپ کی آخری تقریر تھی اور اس کا ایک بڑا محرک آنحضرت ﷺ کا عشق تھا۔ اس میں آپ نے تحریر فرمایا:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں۔ لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے۔ جو ہمارے پیارے نبیؐ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح، روحانی خزائن جلد23 ص459)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں:

”آپ ......آخری شام دیر تک مضمون لکھتے رہے تھے۔آپ کے چہرہ مبارک پر ایک خاص جوش اور ایک خاص سرخی تھی اور قلم معمول سے زیادہ تیز تر تھا۔“

(تاریخ احمدیت جلد2 ص600)

حضرت مرزا صاحب کی تمام عمر حضور ﷺ کی محبت میں سرشار گزری

جس طرح آپ کی تمام زندگی آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار گذری تھی اسی طرح آپ زندگی کے آخری روز بھی اپنے آقا کی محبت میں سرشار ہوکر یہ تحریر فرما رہے تھے کہ ہم سانپوں اور بھیڑیوں سے تو صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں کے ساتھ ہماری کوئی صلح ممکن نہیں جو آنحضرت ﷺ کے خلاف بدزبانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔مبارک وہ زندگی جو کہ آنحضرت ﷺ کی محبت میں سرشار گذری اور زندگی کے آخری لمحات تک آنحضرت ﷺ سے عشق کا اظہار اس عالیشان انداز میں ہوتا رہا۔ایسا وصال اپنی ذات میں ایک اعجاز ہے۔اس مضمون کے اولین مخاطب ہندو تھے اور ان میں خاص طور پر آریہ سماج کا گروہ وہ گروہ تھا جو کہ آنحضرت ﷺ بلکہ باقی تمام انبیاء کی شان میں بھی گستاخی کا سب سے زیادہ مرتکب ہوتا تھا۔

اپنی پبلک زندگی کا آغاز کرتے ہی حضرت مسیح موعود نے ان کا سامنا کیا اور ان کے نظریات کا بطلان سب پر ظاہر کیا۔اس حملہ سے آریہ سماج خود کتنا بوکھلا گئے تھے اس کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ پھر انہوں نے سب سے زیادہ آپ کو اپنے رکیک حملوں کا نشانہ بنانا شروع کیا۔اور آپ پر ہر طرح کے حملے کئے۔ان کے سرکردہ لیڈر پنڈت لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ،خبط احمدیہ اور ابطال بشارات احمدیہ جیسی کتب صرف حضرت مسیح موعود کی مخالفت

> **لیکھرام نے تکذیب براہین احمدیہ،خبط احمدیہ اور ابطال بشارات احمدیہ جیسی کتب صرف آپ کی مخالفت میں لکھیں**

میں لکھیں اور ان کتب میں آپ پر اور آپ کی ذاتی زندگی پر اور آپ کے اہل خانہ پر اخلاق سے گرے ہوئے حملے کئے گئے۔جن کا مقصد صرف آپ کو تکلیف پہنچانا تھا۔لیکن اپنی آخری تحریر میں حضرت اقدسؑ نے ادنیٰ سا اشارہ بھی اس طرف نہیں کیا کہ اس گروہ نے میری ذات کے بارے اتنا گند لکھا ہے اور نہ یہ بات لکھی کہ اگر تم ہم سے صلح چاہتے ہوتو میرے خلاف یہ دریدہ ذہنی بند کرنی ہوگی۔اگر کچھ لکھا تو یہ کہ اگر تم صرف آنحضرت ﷺ کے متعلق بدزبانی بند کردو تو ہم تم سے صلح کیلئے تیار ہیں۔

یہ مضمون مکمل کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود حسب معمول سیر پر تشریف لے گئے۔اور رات کے کھانے کے وقت آپ کی آخری علالت کا آغاز ہوا۔جیسا کہ پہلے ذکر آچکا ہے کہ حضور پر جب کام کا دباؤ بڑھتا تھا تو بعض اوقات آپ کو اسہال کی تکلیف ہوجاتی تھی۔اور اس کی شدت کی وجہ سے نبض محسوس ہونی بند ہوجاتی تھی۔لاہور آنے کے بعد چند مرتبہ یہ تکلیف ہو چکی تھی۔رات کے کھانے کے وقت حضور کو ایک اسہال آیا۔اس کے بعد حضور کو دبایا گیا اور حضور سو گئے۔کچھ دیر کے بعد آپ کو دوبارہ حاجت محسوس ہوئی۔پھر آپ کی طبیعت بہت کمزور ہوگئی۔اس موقع پر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب اور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو بلالیا گیا۔ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی بلایا

گیا۔حضور نے بیماری بیان فرمائی اور ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''حقیقت میں تو دوا آسمان پر ہے۔آپ دوا بھی کریں اور دعا بھی کریں'' اس وقت آپ کے گلے میں خشکی محسوس ہوتی تھی جس کی وجہ سے بولنے میں دقت محسوس ہو رہی تھی۔اور وقت کے ساتھ کمزوری لحظہ بلحظہ بڑھتی جاتی تھی۔اس وقت آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ ادا ہو رہے تھے۔

''اللہ میرے پیارے اللہ''

ایک مرتبہ نبض بالکل غائب ہوگئی لیکن پھر نبض میں حرکت پیدا ہوئی۔علاج کیلئے انگریز ماہر ڈاکٹروں کو بھی بلایا گیا۔لاہور کے میڈیکل کالج کے پرنسپل ڈاکٹر سدرلینڈ کو بھی علاج کے لئے بلایا گیا۔اور مشورہ سے حضور کو ایک سے زائد مرتبہ انجکشن دیئے گئے اور Saline کا ٹیکہ لگایا گیا۔(یعنی نمک ملا پانی دیا گیا۔) صبح نماز کے وقت آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہوگیا ہے۔اس پر حضور نے تیمم کر کے لیٹے لیٹے نماز شروع کی لیکن نماز کے دوران ہی غشی ہوگئی۔لیکن ہوش آتی تو آپ کی زبان مبارک سے ''اللہ میرے پیارے اللہ'' کے الفاظ سنائی دیتے۔

پھر آپ کو غرغرہ شروع ہوگیا اور قریباً ساڑھے دس بجے آپ محبوب حقیقی سے جا ملے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔جب حضور کے آخری لمحات قریب آئے تو شدت محبت کی وجہ سے یہ منظر حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے برداشت نہ ہوا اور وہ دوسرے کمرہ میں جا کر دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔جب حضرت بھائی عبدالرحمٰن قادیانی صاحب نے روتے ہوئے انہیں سانحہ ارتحال کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا:

''تمہیں اب معلوم ہوا؟ مگر میں تو رات ہی اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا کیونکہ اس مرتبہ جتنا سخت حملہ حضور کو اس مرض کا ہوا۔اس سے قبل میں نے اتنا سخت حملہ کبھی نہ دیکھا تھا'' پھر آپ نے آ کر سیدنا حضرت مسیح موعود کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا اور احباب کو صبر کی تلقین کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 2 ص 539 تا 554، سیرت المہدی جلد 2 ص 409 تا 419)

آپ کی وفات کی خبر آناً فاناً نہ صرف پورے شہر میں بلکہ تاروں کے ذریعہ پورے ہندوستان میں پھیل گئی۔اس خبر کے سننے کے بعد جہاں بہت سے غیر از جماعت احباب اور معززین نے لاہور میں آپکی رہائش گاہ پر آ کر تعزیت کی وہاں اس رہائش گاہ کے سامنے اوباش مخالفین کا ایک ہجوم جمع ہوگیا جس نے بھرپور طریق پر اپنے سفلہ پن کا مظاہرہ کیا۔سوانگ رچائے، ایک جعلی جنازہ نکال کر خوشی کا اظہار کیا گیا۔خوب گالیاں دے کر دل کی بھڑاس نکالی گئی۔حتیٰ کہ اس مکان پر حملہ کر کے داخل ہونے کی کوشش بھی کی جہاں حضرت مسیح موعود کا جنازہ رکھا تھا۔پھر اور کچھ نہیں سوجھی تو اس بات کی کوشش کی گئی کہ حکومت جنازہ کو لاہور سے قادیان لے جانے کی اجازت نہ دے۔اس غرض کیلئے یہ شکایت کی گئی کہ حضور کا وصال ہیضہ سے ہوا ہے۔اس وقت ہیضہ سے فوت ہونے والے کے جنازے کو دوسرے شہر لے جانے پر پابندی ہوتی تھی۔لیکن چونکہ حضور کے علاج میں شہر کے چوٹی کے غیر از جماعت انگریز ڈاکٹر بھی شامل تھے اس لئے ان کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے کی وجہ سے یہ کوشش فوراً ہی دم توڑ گئی۔یہ غیر اخلاقی بغض اس قدر گرے ہوئے انداز میں ظاہر ہو رہا تھا کہ جب حضور کا جنازہ ریلوے سٹیشن کی حدود میں داخل ہو رہا تھا تو اس وقت ڈیوٹی پر متعین ایک ہندو

نے ایک بار پھر یہ کوشش کی کہ اس جنازے کو ریلوے سٹیشن میں داخل نہ ہونے دیا جائے تا کہ احمدی حضرت مسیح موعود کے جنازے کو قادیان نہ لے جاسکیں۔ لیکن ایک اور افسر نے

آپ کا وصال بھی ایک عظیم نشان تھا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے وصال کی پیشگوئی خود شائع فرما چکے تھے۔

اس شقی القلب کو ڈانٹا۔ حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب نے اس دن کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے۔

”وہ دن ہم پر یوم احزاب سے کم نہ تھا۔“

(تاریخ احمدیت جلد 2 ص 548 تا 550 و سیرت المہدی جلد 2 ص 421 تا 425)

پھر شام کو ریل گاڑی کے ذریعہ حضرت مسیح موعود کا جنازہ بٹالہ اور پھر وہاں سے قادیان لایا گیا۔ اور جیسا کہ ایک الہام میں بتایا گیا تھا کہ 27 کو ایک واقعہ آپ کی ذات کے متعلق ہوگا، 27 مئی کو قادیان میں آپ کی تدفین ہوئی۔ آپ کی تدفین سے قبل جماعت حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکی تھی اور انہوں نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

لیکن ان بیچارے مخالفین کو باوجود اس سفلہ پن کے مظاہرہ کے ایک دھڑکا لگا ہوا تھا۔ یہ گروہ بخوبی جانتا تھا کہ جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود کی صداقت کے ہزارہا نشانات ظاہر ہوئے تھے، آپ کا وصال بھی ایک عظیم نشان تھا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے وصال کی پیشگوئی خود شائع فرما چکے تھے۔ اور اس کے بارے ہونے والے متواتر الہامات بھی شائع ہوتے رہے تھے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک مفتری اپنی وفات کی خود پیشگوئی شائع کرے اور وہ پیشگوئی صحیح بھی ثابت ہو۔ ذرا ملاحظہ کیجئے کہ اس گروہ نے اس مسئلہ کا حل کیا نکالا۔ کرزن گزٹ نے اپنی 8 جون 1908 کی اشاعت کے صفحہ 6 پر الحکم میں حضرت مسیح موعود کی شائع ہونے والی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

”الحکم ۳۰ مئی کا ہمارے پاس یکم جون کو پہنچا اس میں تین وحیاں درج کی گئی ہیں مگر تعجب ہے کہ یہ وحیاں البدر نے اب تک درج نہیں کیں۔ ان میں سے دو وحیاں تو ۹ مئی کی ہیں ایک کی سرخی ہے ”سرنگ“ اور دوسری ہے ”اَلرَّحِیْلُ ثُمَّ الرَّحِیْل“ اور ایک وحی 15 مئی کی ہے جس کی سرخی ہے ”ڈرو مت مومنو“ ہمارے خیال میں یہ وحیاں مرزا صاحب کی وفات کے بعد گھڑی گئی ہیں کیونکہ مریدوں کو ڈر تھا کہ عام طور پر یہ اعتراضات پیدا ہو جائیں گے کہ جو شخص تمام دنیا کی ہلاکت کی پیشینگوئیاں کرتا رہتا تھا اسے اپنی موت کی خبر نہ ہوئی اور وہ بے خبری میں دنیا سے چل بسا اگر فی الواقع یہ بات صحیح ہے اور یہ تین مذکورہ وحیاں جو ۳۰ مئی کے الحکم میں درج ہوئی ہیں اس سے پہلے شائع نہیں ہوئیں تو ہمارے خیال میں جاہل مریدوں کو مرزا صاحب کے مذہب پر قائم رکھنے کی ایسی بودی تدبیر کسی صورت سے بھی مستحسن نہیں تصنع بناوٹ اور مکروفریب کے جال کو اُٹھا دینا چاہیے۔“

یہ درست ہے کہ 9 اور 15 مئی کے مذکورہ بالا الہامات 30 مئی کے الحکم میں شائع ہوئے تھے لیکن یہ بالکل خلاف واقعہ بیان ہے کہ یہ الہامات بدر میں اس وقت تک شائع نہیں ہوئے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تینوں الہامات بدر کی 26 مئی کی اشاعت کے صفحہ 7 پر شائع ہو چکے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اخبار ایک دن پہلے شائع ہو چکا ہوتا تھا اور اس وقت بدر وقتی طور پر لاہور سے شائع ہو رہا تھا اور جس وقت حضرت

اقدس کا وصال ہوا تو اس سے پہلے یہ اخبار پڑھنے والوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکا تھا اور ان الہامات کا کیا ذکر ہے جب حضور کی وفات سے ڈھائی سال قبل رسالہ **الوصیۃ** شائع ہوا جس میں صاف طور پر حضورؑ نے اپنے قربِ وصال کی پیشگوئی شائع فرما دی تھی اور جیسا کہ ذکر کیا گیا اس کے بعد بھی کئی الہامات شائع ہو چکے تھے جن میں واضح طور پر وصال کی خبر دی گئی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس وقت کئی روز کے الہامات اس وقت اکٹھے شائع ہوتے تھے کیونکہ الحکم اور بدر روزنامہ نہیں تھے۔ یہ ایک معمول تھا کہ کچھ الہامات ایک دو ہفتہ کے بعد اور کچھ تین ہفتہ بعد بھی شائع ہوتے رہے تھے۔ اس پہلو سے بھی دیکھا جائے تو یہ محض ایک نامعقول اعتراض سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔

اور تو اور کئی اشد مخالفین نے بھی اس وقت واضح طور پر اس بات کا اقرار کیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنے وصال کی پیشگوئی شائع فرمائی تھی۔ اور اس کے بارے میں بہت غیظ و غضب کا اظہار بھی کیا تھا۔ مثلاً جماعتِ احمدیہ کے اشد ترین مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ یہ شہتیر تو ٹوٹ گیا ہے تو اس چھت کی کڑیاں اور اینٹیں بھی خود بخود منتشر ہو جائیں گی۔ پھر خود ہی یہ اضافہ کرتے ہیں:

"اس شہتیر کے ٹوٹ جانے کی قادیانی اپنے انجام کو سوچ کر خود پیش گوئی کر چکا تھا۔ جو امتِ محمدیہ پر رحم فرما کر خدا تعالیٰ نے پوری کر دی۔"

(آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی از اشاعۃ السنہ نمبر 3 جلد 22 ص 75۔ حاشیہ)

یہ مخالفین کی طرف سے کتنا صاف اقرار ہے کہ حضورؑ نے اپنے وصال کے بارے میں **الہامات** شائع فرمائے تھے۔ اگر کرزن گزٹ کو اس کی خبر نہیں تھی تو یہ محض ان کی **لاعلمی یا تعصب** کے سوا کچھ نہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر آ چکا ہے ایک اور پہلو اس شرارت کا یہ تھا کہ مخالفین کی یہ کوشش تھی کہ احمدی حضرت مسیح موعود کا جنازہ قادیان نہ لے جا سکیں، اس غرض کے لئے یہ دعویٰ کیا گیا کہ آپ کا وصال ہیضہ سے ہوا ہے تا کہ حکومت آپ کے جنازہ کو لاہور سے باہر لے جانے پر پابندی لگا دے۔ لیکن اس وقت لاہور کے انگریز ڈاکٹر بھی آپ کے علاج میں شامل تھے اور ان کے یہ سرٹیفیکیٹ جاری کر دینے کی وجہ سے کہ آپ کی بیماری کا ہیضہ سے کوئی تعلق نہیں تھا یہ شرارت ناکام ہو گئی۔ ڈاکٹر سدرلینڈ آپ کے معالج تھے اور ان کی تصدیق پر سول سرجن ڈاکٹر کننگھم نے یہ سرٹیفکیٹ جاری کیا۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم ص554)

لیکن پھر بھی مخالفین کا ایک طبقہ ہمیشہ سے یہ لکھ کر اپنی طفلانہ تسلی کا سامان پیدا کر رہا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی وفات ہیضہ سے ہوئی اور اب بھی کبھی کبھی یہ بات لکھ کر وہ اپنی طرف سے کوئی ناقابل فہم اعتراض اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ جانے وہ اس سے کیا ثابت کرنا چاہ رہے ہیں۔ کسی حدیثِ نبوی ﷺ میں یہ ذکر نہیں پایا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے کسی مامور یا ولی کو ہیضہ نہیں ہو سکتا۔ اگر کچھ ذکر ملتا ہے تو یہ کہ مبطون شہید ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری کے **باب الشھادت سبع سوی القتل** میں یہ حدیث درج ہے کہ مبطون یعنی پیٹ کی بیماری سے فوت ہونے والا شہید ہوتا ہے۔ بعض معترضین کو اس اعتراض کا اتنا شوق ہے کہ وہ احمدیوں پر یہ کہہ کر غصہ نکالتے ہیں کہ احمدی اس ضمن میں حقائق کو عمداً چھپاتے ہیں۔ یہ تو بالکل ہی بچگانہ اعتراض ہے۔

آج سے سوسال قبل تو یہ اعتراض اس قدر نامعقول نہ لگتا لیکن میڈیسن کے علم میں موجودہ ترقی کے بعد تو یہ اعتراض بالکل ہی ناقابل فہم ہے

اگر احمدیوں نے کچھ چھپانا ہی ہوتا تو جماعت کے لٹریچر میں جہاں حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آتا ہے وہاں یہ ذکر ہی کیوں کرتے کہ آپ کو زندگی کے آخری روز بھی اسہال کی تکلیف ہوئی تھی۔ یہ بات تو یا حضور کے اہل خانہ کے علم میں ہوسکتی تھی یا بہت قریبی ساتھیوں کے علم میں ہوسکتی تھی۔ مخالفین کی طرف سے یہ اعتراض تو پہلے ہی روز سامنے آگیا تھا۔ الحکم اور بدر میں حضور کے وصال کے جو اعلانات شائع ہوئے ان میں واضح ذکر تھا کہ حضور کو اسہال کی پرانی تکلیف تھی اور وفات سے ایک روز قبل اس بیماری کا شدید حملہ ہوا تھا۔ لیکن اس کے بعد جب بھی جماعتی اخبارات میں یا کتب میں حضرت اقدس مسیح موعود کی آخری بیماری کا ذکر آتا ہے تو یہ بات ہمیشہ بڑی تفصیل سے لکھی جاتی ہے کہ گذشتہ بیماریوں کی طرح آپ کو آخری بیماری کے آخری روز بھی اسہال کی تکلیف ہوئی تھی اور حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کی غیر مطبوعہ روایت جو کہ اس وصال کے تقریباً سو سال بعد شائع ہوئی اس میں بھی بہت تفصیل سے یہ ذکر موجود ہے کہ حضور کو آخری علالت میں اسہال کی تکلیف ہوئی تھی۔ ورنہ ان بیچارے مخالفین کو یہ خبر کہاں سے ملی تھی۔ شاید آج سے سو سال قبل تو یہ اعتراض اس قدر نامعقول نہ لگتا لیکن میڈیسن کے علم میں موجودہ ترقی کے بعد تو یہ اعتراض بالکل ہی ناقابل فہم ہے۔ اکثر قارئین کو یہ تفاصیل غیر متعلقہ لگیں گی کیونکہ یہ حقائق تو سب کے علم میں ہیں لیکن ان سے معذرت کے ساتھ معترضین کی تسلی کے لئے ایک بار مندرجہ ذیل تفاصیل لکھ دیتے ہیں۔

دست کی تکلیف یا پانی کی شدید کمی کی پیچیدگی جو موت پر بھی منتج ہو سکے صرف ہیضہ میں نہیں ہوتی بلکہ بہت سے وائرس اور بیکٹیریا کی وجہ سے یہ علامات ظاہر ہوسکتی ہیں بلکہ ایسی بہت سی بیماریوں میں بھی یہ مسائل ہوسکتے ہیں جن کا کسی جراثیم کے حملہ سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اور اب برصغیر میں بھی مذکورہ بالا علامات کی وجہ ہیضہ صرف پانچ چھ فیصد مریضوں میں ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ ہر مرض کی تشخیص میں اس مرض کا Pattern یعنی یہ بیماری کس طرز میں شروع ہوکر کس طرح بڑھی اور کس علاج کا ردِ عمل کیا ظاہر ہوا بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ بات تو وہ لوگ بھی جانتے ہیں کہ ہیضہ کا مرض بہت زیادہ دستوں اور قے کے ساتھ شروع ہوتا ہے اور بہت جلد بڑھ کر چند گھنٹوں میں بھی موت کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر مرض کی شدت زیادہ نہ ہو یا پانی کی کمی دور کر دی جائے تو مریض بچ جاتا ہے۔ اور دو تین روز میں یا زیادہ سے زیادہ پانچ چھ روز میں مرض کی شدت کم ہوتے ہوتے بیماری ختم ہوجاتی ہے۔ اور پھر ایک عرصہ کے لئے مریض کے جسم میں ہیضہ کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا ہوجاتی ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ لاہور میں ایک ماہ کے قیام کے دوران حضرت مسیح موعود کو یہ تکلیف دو تین دفعہ ہوئی تھی۔ اور وصال سے دس روز قبل 17 مئی کو جب لاہور میں رؤساء سے آپ نے خطاب فرمانا تھا تو آپ کو ایک روز قبل اسہال کی شدید تکلیف شروع ہوگئی تھی۔ اور غیر از جماعت معززین آپ کی تقریر سننے کے لئے جمع ہو چکے تھے لیکن آپ کو اس قدر کمزوری ہوچکی تھی کہ یہ ممکن ہی نہیں معلوم ہو رہا تھا کہ آپ

تقریر فرما سکیں گے۔ اور آپ کے ارشاد پر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب نے مہمانوں کے سامنے تقریر شروع بھی کر دی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ایک الہام کے بعد آپ کی طبیعت اچانک بہتر ہو گئی اور آپ نے آکر دو گھنٹے سے زائد مہمانوں کے سامنے خطاب فرمایا۔ اور پھر آپ کی طبیعت بہتر ہو گئی آپ پھر ہمیشہ کی طرح اپنے کاموں میں منہمک ہو گئے۔

(الحکم قادیان 14 جولائی 1908ء ص 1)

اللہ تعالیٰ کی حکمت نے ایسے سامان پیدا کئے کہ لاہور کے بہت سے معززین اس بات کے گواہ تھے کہ حضور طبیعت علیل ہونے کیوجہ سے اس دن پہلے تقریر کے لئے تشریف نہ لا سکے مگر پھر تشریف لائے اور آپ نے ایک طویل خطاب فرمایا۔ اور اس سے بھی پانچ روز قبل آپ نے پروفیسر ریگ سے ملاقات میں فرمایا تھا کہ ہماری طبیعت آج کل خراب ہے۔ بہر حال 17 مئی کے بعد آپ لوگوں سے ملاقات فرماتے رہے اور ان میں کئی غیر از جماعت لوگ بھی شامل تھے مثلاً پروفیسر ریگ سے حضور نے دوسری ملاقات فرمائی۔ اور پھر پیغام صلح لکھنے میں مصروف ہو گئے۔ حضور سیر پر بھی تشریف لے جاتے رہے۔ 25 مئی کو پھر اس مرض کا شدید ترین حملہ ہوا اور 26 مئی کو آپ کا وصال ہو گیا۔ وصال سے قبل حضور کی مصروفیات اخبار بدر اور الحکم شائع ہو رہی تھیں۔ شاید سو سال قبل تو کسی کو یہ بات سمجھنے میں کوئی دشواری پیش آ سکتی ہو لیکن موجودہ طبی ترقی کے بعد تو کوئی اس بات کو قابل غور بھی نہیں سمجھ سکتا کہ ایک ایسے مریض کے متعلق ہیضہ کا گمان کیا جائے کہ 12 مئی کو طبیعت خراب تھی 16 مئی کو اسہال کی شدید تکلیف ہوئی لیکن اس کے بعد یہ تکلیف رفع ہو گئی پھر معمولات شروع ہو گئے اور پھر 25 مئی کو یہ تکلیف ایک بار پھر شروع ہوئی اور 26 مئی کو وفات ہو گئی۔ علم طب سے معمولی سی آگاہی رکھنے والے بھی جانتے ہیں کہ ہیضہ کے مریض میں بیماری کی یہ طرز بالکل نہیں ہوتی ایسے مریض کے بارے میں ہیضہ کا شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ دو باتیں اور قابل توجہ ہیں۔ ایک یہ کہ دونوں شدید حملے آپ کو اس وقت ہوئے جب آپ کسی خطاب کی تیاری میں مصروف تھے اور آپ پر زائد مصروفیت کا دباؤ تھا۔ اور ہیضہ کے مرض میں ایسے بالکل نہیں ہوتا۔ اور یہ کہ ہیضہ کے مریض کی پانی اور نمکیات کی کمی دور کر دی جائے تو اس کی طبیعت سنبھل جاتی ہے اور اس کی جان کو خطرہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جب حضور کو Saline کا ٹیکہ لگایا گیا تو آپ کی طبیعت میں کسی قسم کی بہتری نہیں آئی بلکہ آپ کی طبیعت تیزی سے بگڑتی گئی۔ یہ ایک چیز ہی اس بات کو ظاہر کر دیتی ہے کہ آپ کو جو بھی تکلیف تھی یہ ہیضہ بہر حال نہیں ہو سکتا۔ الغرض جس پہلو سے بھی دیکھا جائے یہ اعتراض لغو اور نا قابل فہم ہے۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں شروع ہی سے بدر اور الحکم کے شماروں میں یہ تفصیلی ذکر تھا کہ آپ کو اسہال کی پرانی تکلیف تھی اور یہ تکلیف زائد کام کے دباؤ کے دنوں میں بڑھ جاتی تھی۔

آپکے وصال کے بارے میں بیسیوں روایات شائع ہوئی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک روایت سے ایک جملہ مخالفین بڑے اہتمام سے پیش کرتے ہیں کہ جب بیماری بالکل شروع ہوئی ہے تو ہیضہ کا خدشہ ظاہر کیا گیا تھا۔ یہ بالکل بے معنی اعتراض ہے۔ حقیقت یہ ہے **کہ اکثر مریضوں کے علاج کو جب شروع کیا جاتا ہے تو ہمیشہ ایک سے زائد امراض تشخیص کی لسٹ میں رکھے جاتے ہیں جنہیں میڈیسن کی اصطلاح میں Provisional Diagnosis کہا**

<u>جاتا ہے</u>۔ بلکہ میڈیسن کے اساتذہ ہمیشہ طلباء اور زیرِ تربیت ڈاکٹروں سے بھی اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ علاج شروع کرتے ہوئے کم از کم تین امراض کو سامنے رکھیں۔ یہ ایک معمول کی بات ہے۔ شروع میں ایک یا ایک سے زیادہ امراض کا علاج شروع کیا جاتا ہے۔ مگر وقت کے ساتھ جب علامات واضح ہوجاتی ہیں۔ ٹسٹوں کے نتائج سامنے آتے ہیں یا علاج کا ردِعمل سامنے آتا ہے اور مریض کی سابقہ History کی تفصیلات جمع کی جاتی ہیں تو ایک تشخیص قائم رہتی ہے اور باقی امکانات کو رد کر دیا جاتا ہے۔

بالفرض اگر شروع میں ہیضہ کا امکان زیرِ غور لایا بھی گیا تو یہ بالکل ایک معمول کی بات تھی بعد میں ڈاکٹروں نے علامات وغیرہ دیکھ کر یہ امکان رد کر دیا تھا۔ اور موجودہ سائنسی ترقی کے بعد تو یہ بات بالکل واضح ہوچکی ہے کہ ہیضہ کی طرز اس طرح کی ہوتی ہی نہیں ہے۔ اس طرح کی علامات سے کئی برس پہلے بھی حضور اقدس کی حالت بہت نازک ہوگئی تھی اور سب نے یقین کر لیا تھا کہ اب آپ کا اس علالت سے بچنا ممکن نہیں لیکن پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی دعا سکھائے جانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ شفاء عطا فرمائی۔ (تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد 15 ص 208)

اس طرح کی علامات کا بظاہر طویل یا مختصر وقفوں کے ساتھ ظاہر ہونے کو طبی اصطلاح میں Remissions and Relapses کہا جاتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ ہیضہ میں اس طرح نہیں ہوتا بلکہ بعض اور بیماریوں میں مثلاً Ulcerative Colitis میں اس طرح کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور یہ علامات Stress یعنی دباؤ کے وقت بہت شدید بھی ہو سکتی ہیں۔

شاید کسی مخالف کے دل میں یہ گمان اُٹھے کہ ان کے نام نہاد اعتراض کی بنیاد تو اس وقت چند مخالفین کے لکھے ہوئے مضامین ہیں جس میں اس بات کو بہت زور دے کر لکھا گیا تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود کا وصال ہیضہ سے ہوا تھا۔ تو ہم ایک مثال درج کر دیتے ہیں جس سے اس وقت کے معترضین کی ذہنی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اخبار کرزن گزٹ کی یکم جون 1908 کی اشاعت کے صفحہ 8 کے کالم 2 میں لکھا ہے:

"افسوس ۲۶ ماہ گذشتہ کو مولوی مرزا غلام احمد قادیانی کا لاہور میں انتقال ہوگیا......۔ ان کی موت کے تفصیلی حالات ابھی موصول نہیں ہوئے۔ اگرچہ جو خطوط اور تار برقیاں اب تک وصول ہوچکی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہیضہ کے مرض میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ یہ سنا گیا ہے کہ کچھ عرصہ تک کسی خاص مصلحت سے ان کے احباب نے ان کا مرنا مشہور نہیں کیا جس وقت ڈاکیہ منی آرڈر لے کر آیا اس وقت مرزا صاحب انتقال کر چکے تھے مگر ان کے کسی مرید نے جو غالباً اس کام پر مقرر ہوگا دستخط کر کے منی آرڈر وصول کر لئے۔ جب منی آرڈر والا ڈاکخانہ پہنچا اور وہاں مرزا صاحب کے دستخط ملائے گئے تو معلوم ہوا کہ دستخط کسی غیر کے ہیں اس بات کی تفتیش ہوئی اور تفتیش ہونے پر یہ راز کھلا کہ مرزا صاحب انتقال کر چکے ہیں......۔"

<u>اس تحریر کا سرسری مطالعہ ہی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ نہ صرف جھوٹی خبر گھڑی گئی ہے بلکہ اس کو گھڑتے ہوئے عقل سے خاطر خواہ کام بھی نہیں لیا گیا۔ حضرت مسیح موعود کی وفات 26 مئی کو ہوئی اور 27 مئی کو "پیسہ اخبار" کے صفحہ 2</u>

پر یہ خبر تفصیل کے ساتھ شائع ہوگئی۔اور اسی اخبار کی 29 مئی کی اشاعت کے صفحہ 8 پر یہ تفصیلات بھی شائع ہوئیں کہ جب آپؑ کا وصال ہوا تو اس وقت کئی اوباش لڑکوں نے جس مکان میں آپ کا وصال ہوا تھا اور آپ کا جنازہ رکھا ہوا تھا، اس کے ساتھ گراونڈ میں سوانگ نکالے گئے اور تمسخر کیا اور اس کے علاوہ اسی گراونڈ میں مجلس حامیٔ اسلام کا جلسہ منعقد ہوا جو رات گیارہ بجے تک جاری رہا۔

اگر یہ لغو الزام درست ہے کہ آپؑ کے وصال کی خبر خفیہ رکھی گئی تو مخالفین کو کیا کسی فرشتہ نے اس بات کی خبر دی؟

اس جلسہ میں مولویوں کے علاوہ اسلامیہ کالج کے کچھ پروفیسر اور چیفس کالج کے پروفیسر دینیات بھی شامل تھے اور اس موقع پر جماعتِ احمدیہ کے نمایاں مخالفین کو خلعت ،نقدی رقم اور تمغات سے نوازا گیا۔اگر یہ لغو الزام درست ہے کہ حضرت مسیح موعود کے وصال کی خبر کو خفیہ رکھا گیا تھا تو ان مخالفین کو کیا کسی فرشتہ نے اس بات کی خبر دی تھی؟ اس قسم کی لغو اور خلاف عقل تحریروں سے اخذ کر کے اگر کوئی دعویٰ کیا جائے گا تو اس کے نتیجہ میں ایسا دعویٰ کرنے والے کے حصہ میں سوائے خفت کے کچھ نہیں آئے گا۔ان معترضین کے جھوٹ کا معیار بھی اتنا گرا ہوا ہے کہ کوئی عقل مند تو اس کو زیر غور لانے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا۔حقیقت یہ ہے کہ جہاں حضرت مسیح موعود کی تمام زندگی ایک نشان تھی وہاں آپ کا وصال بھی ایک روشن اور بیّن نشان تھا۔اس بات سے خوف زدہ ہوکر مخالفین کا ایک طبقہ اس بات پر مجبور ہوگیا تھا کہ اس قسم کے انٹ شنٹ جھوٹ گھڑ کر اپنی طفل تسلی کا سامان کرے۔ان سب تفصیلات سے یہی نتائج نکل سکتے ہیں کہ:

1۔حضرت مسیح موعود کا وصال اپنی ذات میں ایک نشان تھا کیونکہ آپ نے بمطابق الہام اس کے بارے میں باربار پیشگوئی فرمائی تھی۔

2۔یہ ایک خلافِ عقل اعتراض ہے کہ آپ کی وفات ہیضہ سے ہوئی تھی۔سو سال کی طبی تحقیق نے اس اعتراض کا بطلان بالکل واضح کردیا ہے۔

3۔حضرت اقدسؑ کے وصال کی بابت اعتراض کرنے والے یہ اعتراضات اتنے بچگانہ اور خلافِ عقل انداز میں اُٹھاتے ہیں کہ ان کی تردید کیلئے ان کی تحریروں سے ہی کافی ثبوت مہیا ہوجاتے ہیں۔ ع

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں

عہد بیعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اس زمانے کا امام دل کی گہرائیوں سے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔جس درد اور توجہ سے آپ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی حکومت کو دنیا پر قائم کرنے کے لیے اپنی جماعت تیار کرنا چاہتے ہیں اور جس درد سے نصیحت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ویسا ہی بنادے اور جن شرائط پر آپ نے ہم سے عہد بیعت لیا ہے ان کی ہم مکمل پابندی کرنے والے ہوں۔اور ان پر عمل کرنے والے ہوں اور ہمیشہ ان کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں۔ہمارا کوئی عمل کوئی فعل ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تعلیم کے خلاف چلتے ہوئے ملزم ٹھہرانے والا نہ ہو اور ہم ہمیشہ اپنا محاسبہ کرنے والے ہوں۔اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔''

(شرائط بیعت اور احمدی کی ذمہ داریاں صفحہ 107-108)

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است

سندھ میں سیلابی بارشیں اور انصاراللہ کی خدمات

ان میڈیکل کیمپس میں مجموعی طور 14592 مریضوں اور 5400 مویشیوں کا علاج معالجہ کیا گیا۔

(مکرم قدیر احمد طاہر صاحب نسیم آباد فارم ضلع عمر کوٹ / مرسلہ قیادت ایثار انصاراللہ پاکستان)

10/اگست سے 18/ستمبر 2011ء تک کی مون سون کی بارشوں نے سندھ میں مکمل تباہی مچادی۔ مسلسل ایک ماہ جاری رہنے والی بارشوں سے کچے مکانات قریباً سو فیصدی منہدم ہوگئے جبکہ پختہ مکانوں کو بھی جزوی نقصان پہنچا۔ فصلیں بالخصوص مرچ کپاس اور پیاز وغیرہ بھی سو فیصد ختم ہو گئیں۔ مال مویشی مر گئے اور سیلاب کے نتیجہ میں بہت سے وبائی امراض پھیل گئے۔ علاج معالجہ کا کوئی مناسب انتظام نہیں تھا۔ سڑکیں ٹوٹنے کی وجہ سے متاثرین کا بغرض علاج ڈاکٹروں کے پاس پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ دوسری طرف علاج کیلئے عوام کے پاس زادِ راہ بھی نہیں تھی۔

اس صورت حال کے پیش نظر مجلس انصاراللہ پاکستان نے خدمت خلق کے جذبہ کے تحت ڈاکٹروں اور خدمت گزاروں پر مشتمل ایک ٹیم مکرم میجر شاہد احمد سعدی صاحب نائب ناظر امور عامہ و قائد ایثار، سندھ خصوصاً عمر کوٹ اور میر پور خاص کیلئے ربوہ سے روانہ کی۔ اس ٹیم میں ہومیو ڈاکٹر سردار ظہیر الدین بابر صاحب، ہومیو ڈاکٹر پرویز خالد صاحب، ہومیو ڈاکٹر عرفان احمد صاحب، ہومیو ڈاکٹر رانا مبشر احمد صاحب، ڈاکٹر نذیر احمد صاحب، ڈاکٹر فیصل راجہ صاحب اور محترم منور احمد واہلہ صاحب شامل تھے۔ کراچی سے اس ٹیم میں مندرجہ ذیل ڈاکٹروں نے خدمات سرانجام دیں۔ مکرم ڈاکٹر ملک نصیر احمد صاحب، مکرم ڈاکٹر شعیب احمد صاحب، مکرم رضوان احمد صاحب (ڈسپنسر) مکرم منصور احمد صاحب (ہومیو ڈاکٹر) مکرم ڈاکٹر سید اختر شاہ صاحب، مکرم ڈاکٹر عبدالباقی صاحب، مکرم ڈاکٹر سید علیم شاہ صاحب، مکرم ڈاکٹر حنیف ڈار صاحب۔ ڈاکٹروں کی اس ٹیم نے ہومیو پیتھک و ایلو پیتھک طریق پر متاثرین کا ہمدردیٔ خلق کے جذبہ کے تحت علاج کیا۔

انصاراللہ پاکستان کی اس ٹیم نے اخلاص، محنت، فرض شناسی اور نہایت جانفشانی سے دن رات کام کیا۔ احمدی اور غیر از جماعت گوٹھوں میں فری میڈیکل کیمپ لگا کر ہزاروں کی تعداد میں مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ عوام الناس کی خدمت کے علاوہ حیوانات کا بھی کامیاب علاج کیا گیا۔

فری میڈیکل کیمپس کی مختصر رپورٹ

10/ستمبر کو یہ ٹیم بشیر آباد حیدر آباد پہنچی جہاں 300 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ اسی روز ایک قریبی جماعت شریف آباد میں 200 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

11/ستمبر کو حیدر آباد میں 200 مریضوں کو ادویات دی گئی۔ اس کے بعد یہ وفد سفر سانگھڑ پہنچا اور امارت ضلع سانگھڑ کو 100 مریضوں کی دوائی دی گئی۔ پھر رات کو یہ ٹیم میر پور خاص پہنچی۔ جہاں 50 سے زائد مریضوں کا علاج کیا۔

12/ستمبر کو سے اس وفد نے ضلع عمر کوٹ میں باقاعدہ میڈیکل کیمپ لگانے شروع کئے اسی روز "ناصر آباد فارم" میں میڈیکل کیمپ لگایا اور 350 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

13/ستمبر بشیر نگر میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا جن میں 400 مریضوں کو فری دوائیاں دی گئیں۔ اسی دن احمد آباد اسٹیٹ میں کیمپ لگایا اور 100 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ رات قیام "نسیم آباد فارم" میں کیا گیا جہاں 50 گھرانوں میں ڈینگی بخار سے بچاؤ کی دوائی دی گئی۔

14 ستمبر کو ایک غیر از جماعت گاؤں ''نوہٹو'' میں کیمپ لگایا گیا۔ یہ مقام ریت کے ایک ٹیلے پر واقع ہے جہاں متاثرین کی بڑی تعداد خیمہ زن تھی۔ 700 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ اسی روز یہاں جماعت احمدیہ کراچی نے بھی ایک میڈیکل کیمپ لگایا۔ ان کے مریضوں کی تعداد اس تعداد کے علاوہ تھی۔ اسی دن عصر کے بعد ایک غیر احمدی زمیندار حاجی احمد خان نون صاحب کی ''گوٹھ'' میں کیمپ لگایا گیا جہاں 300 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

15 ستمبر کو ایک معروف غیر احمدی زمیندار حاجی ارشاد احمد صاحب باجوہ کی گوٹھ میں کیمپ لگایا اور 700 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

16 ستمبر کو بھی ایک غیر احمدی زمیندار خان محمد رند صاحب کی گوٹھ میں کیمپ لگایا گیا۔ اس گوٹھ میں پہنچنے کا راستہ بہت ہی دشوار گزار تھا۔ بارش ہو رہی تھی۔ دو تین مرتبہ ایمبولنس پانی میں پھنس گئی مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ڈاکٹرز وہاں پہنچے اور کیمپ کے دوران 600 سے زائد مریضوں کا علاج کیا گیا۔

17 ستمبر کو محمود آباد فارم کیمپ کے دوران 700 مریضوں کا علاج کیا گیا اور 300 مویشیوں کو بھی دوائیاں دی گئیں۔

18 ستمبر کو اس ٹیم نے ''پھیرو وچی'' میں میڈیکل کیمپ لگایا اور یہاں 400 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔

19 ستمبر کو جماعت احمدیہ ''نفیس نگر'' میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا۔ یہاں قریبی جماعت احمد نگر کے مریض بھی آئے۔ یہاں 700 مریضوں کا علاج کیا گیا اور 1100 حیوانات کو بھی ادویات دی گئیں۔ اسی دوران بعد از نماز عصر کریم نگر (تالہی) میں کیمپ لگایا گیا اور 500 مریضوں کا علاج کیا گیا اور یہاں 1400 جانوروں کو ادویات دی گئی۔

20 ستمبر 2011ء کو جماعت احمدیہ صادق پور کا سفر کیا یہ جماعت احمدی جماعتوں میں سے سب سے زیادہ متاثر ہوئی۔ یہ لوگ بھی محمد انصر صاحب کے بلند ٹیلے پر خیمہ زن تھے۔ یہاں کچھ دیگر جماعتوں کے احمدی اور بہت بڑی تعداد میں غیر مسلم بھی آباد تھے۔ کیمپ کے دوران 800 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ یہاں 1600 جانوروں کا بھی علاج کیا گیا۔ یہ سفر بہت ہی دشوار گزار تھا۔ صحرا کے اوپر ٹیلوں میں سے ایمبولنس لے کر جانا پڑا۔ اور راستہ میں کئی کٹھن مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

21 ستمبر کو کنری شہر میں کیمپ لگایا گیا اور 400 مریضوں کو ادویات دی گئیں۔ اور اسی دن بعد نماز ظہر ایک غیر احمدی زمیندار مکرم شاہی خان رند صاحب کی ''گوٹھ'' میں کیمپ لگایا اور 500 مریضوں کا علاج کیا گیا اور 600 مویشیوں کو بھی ادویات دی گئیں۔

دوسرے مرحلہ میں 2 اکتوبر کو کنری شہر میں میڈیکل کیمپ لگایا گیا اور 600 مریضوں کو دوائی دی گئیں۔

3 اکتوبر کو ایک معروف غیر احمدی زمیندار صوفی فقیر نذر کی گوٹھ میں کیمپ لگایا گیا اور 900 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

4 اکتوبر کو نسیم آباد فارم میں کیمپ لگایا گیا اور 400 مریضوں مفت ادویات دیں گئیں۔

5 اکتوبر کو ایک معروف غیر احمدی زمیندار غلام اکبر صاحب کی گوٹھ میں کیمپ لگایا گیا جہاں 350 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

6 اکتوبر کو جماعت احمدیہ صادق پور میں کیمپ لگایا گیا جہاں 500 مریضوں اور 70 حیوانات کو دوائیاں دی گئیں۔

7 اکتوبر کو بھی ایک معروف غیر احمدی زمیندار حاجی غلام محمد خاص خیلی صاحب کی گوٹھ میں کیمپ لگایا اور 400 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ جمعہ کا دن تھا جب ہم نے حاجی صاحب کو کہا کہ ہم نماز جمعہ آپ کی اوطاق (بیٹھک) میں ادا کر لیتے ہیں تو حاجی صاحب نے کہا کہ ہماری مسجد حاضر ہے آپ یہاں جمعہ ادا کریں۔ چنانچہ خاکسار کو وہاں نماز جمعہ پڑھانے کی توفیق ملی۔

8 اکتوبر کو یہ ٹیم تھرپارکر نگر پہنچی اور 9 اکتوبر کو دانو داندل

میں کیمپ لگایا جہاں 400 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

10 را کتوبر کو ’’تاسبو‘‘ میں کیمپ لگایا۔ یہ علاقہ پاک و بھارت سرحد کے بالکل قریب واقع ہے۔ کیمپ کے دوران 650 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ یہاں پہنچنے کا راستہ بھی بہت دشوار تھا۔ فور ویل ڈرائیو جیپ کرایہ پر حاصل کر کے ہم یہاں پہنچے۔ اور ایک لکڑی کا مکان جسے مقامی زبان میں ’’چورا‘‘ کہتے ہیں وہاں تمام میڈیسن رکھ کر لوگوں کا علاج معالجہ کیا گیا۔

11 را کتوبر کو ٹیم واپس ضلع میر پور خاص پہنچی تو ایک غیر احمدی زمیندار محترم احمد خان رند کی ’’گوٹھ‘‘ میں کیمپ لگایا اور 400 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اور اسی روز فضل بھمبھرو میں ایک کیمپ لگایا گیا جہاں 300 متاثرین کا علاج معالجہ کیا گیا۔

12 را کتوبر ایک غیر احمدی معروف زمیندار میر علی نواز تا سپر صاحب کی ’’گوٹھ‘‘ میں کیمپ لگایا گیا جہاں 527 مریضوں جبکہ 350 حیوانات کا بھی علاج کیا گیا۔ اور اسی دن سہ پہر کو ایک غیر احمدی زمیندار جمیل سومرو (جوگی موڑ) کی ’’گوٹھ‘‘ میں کیمپ لگایا گیا اور 150 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اور اسی روز شام کو ایک غیر احمدی دوست غنی سومرو صاحب کی ’’گوٹھ‘‘ میں کیمپ بھی لگایا گیا اور 210 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

13 را کتوبر کو دو میڈیکل کیمپ لگائے گئے۔ ایک ’’ناصر آباد فارم‘‘ ضلع عمر کوٹ میں جہاں 250 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اور دوسرا کیمپ ’’گوٹھ‘‘ غلام رسول ضلع میر پور خاص میں لگا کر 200 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

14 را کتوبر کو چک نمبر 151 میں کیمپ لگایا گیا۔ جہاں 200 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اور اسی دن ایک کیمپ میر پور خاص شہر میں بھی لگایا گیا جہاں 105 مریضوں کا علاج کیا گیا۔

ان میڈیکل کیمپس میں مجموعی طور 14592 مریضوں اور 5400 مویشیوں کا علاج معالجہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس ٹیم کا جہاں رات قیام ہوتا وہاں بھی بیسیوں کی تعداد میں مریض آتے اور اپنا علاج کرواتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اس علاقے میں بہت اچھے نتائج ملے۔ کیا احمدی اور کیا غیر احمدی سب احمدی ڈاکٹروں سے علاج کروانا پسند کرتے تھے۔ سینکڑوں مریضوں کو اللہ تعالیٰ نے اعجازی طور پر شفا عطا فرمائی۔ چند ایک واقعات پیش ہیں:

شفایابی کے چند ایک واقعات

1۔ 15 ر ستمبر کو جب حاجی ارشاد احمد باجوہ صاحب کی گوٹھ میں کیمپ لگایا تو وہاں ایک آدمی کو بچھو نے کاٹ لیا اور وہ درد سے کراہ رہا تھا۔ جب ڈاکٹر صاحب نے دوا کی چند خوراکیں اس کو کھلائیں تو اس آدمی کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوراً شفا ہوگئی۔ اور اس کا سب درد جاتا رہا۔

2۔ اسی طرح وہاں ایک غریب ہاری کی بھینس بیمار تھی اور چار دن سے بیٹھی تھی اور کچھ کھا پی نہیں رہی تھی۔ وہ ہاری بھینس کی دائی لینے ہمارے ڈاکٹر کے پاس آیا۔ ہماری ٹیم ایک ہومیو ڈاکٹر صاحب نے بھینس دیکھتے ہی بتایا کہ اسے بخار ہوگیا ہے۔ صرف دو پڑیاں کھلائیں تو محض اللہ کے فضل سے وہ بھینس پندرہ منٹ کے اندر اندر کھڑی ہوگئی اور چارہ کھانا شروع کر دیا۔ اگلے روز اس ہاری نے امیر صاحب ضلع کو بتایا آپ کے ڈاکٹر نے تو ہماری مردہ بھینس کو زندہ کر دیا ہے۔

3۔ نسیم آباد فارم میں ایک نفسیاتی مریض کو ڈاکٹر پرویز صاحب نے دوا دی تو اللہ کے فضل سے صحت یاب ہوگیا۔

4۔ کنری میں ایک پرانے ٹائیفائیڈ کے مریض کو دوا دی گئی تو دو دن کے اندر اندر اس کی ریکوری شروع ہوگئی۔ اللہ کے فضل سے اب وہ ٹھیک ہو چکا ہے۔

5۔ ایک دن ایک مریض آیا جو اس سے پہلے سندھ کے کئی معروف ہسپتالوں میں علاج کروا چکا تھا جسے متعدد عوارض تھے۔ جب ڈاکٹر صاحب نے اس کا علاج کیا تو وہ بھی معجزانہ طور پر شفایاب ہونے لگا۔ مریض کے لواحقین کہنے لگے کہ جس بیماری

کو کوئی ڈاکٹر نہیں پکڑ سکا آپ کے ڈاکٹر نے اس پر قابو پالیا ہے۔

6۔ ایک آدمی اپنی دو سالہ بچی کو لیکر آیا۔ اس سے قبل ڈاکٹرز نے اسے کئی بار خون بھی لگایا مگر صحیح تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے علاج نہیں ہو پا رہا تھا۔ ہمارے ایک ڈاکٹر صاحب نے اس کا علاج شروع کیا اور ٹائیفائیڈ کا ٹیسٹ کروانے کو کہا۔ اگلے روز جب وہ آدمی ٹیسٹ رپورٹ لے کر آیا تو ڈاکٹر صاحب نے دیکھتے ہی کہا کہ رپورٹ غلط ہے۔ پھر دوسری لیب سے ٹیسٹ کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ پہلی رپورٹ غلط تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بچی صحت یاب ہے۔

7۔ ایک مریض کو گلہڑ تھا۔ اسے ہمارے ہومیو ڈاکٹر نے دوائی دی۔ اللہ کے فضل سے چند دنوں میں اس کا گلہڑ ختم ہو گیا۔

8۔ ہمارے علاقے کا ایک معروف غیر احمدی زمیندار حاجی دلاور احمد بنگالی ہیپاٹائیٹس سی میں مبتلا تھا۔ ڈاکٹروں نے اسے لا علاج قرار دیکر گھر بھیج دیا تھا۔ مکرم امیر صاحب ضلع نے ٹیم کے ایک ماہر ہومیو پیتھک ڈاکٹر سے فون پر رابطہ کر کے ہومیو ادویات لکھوالیں۔ خاکسار نے وہ ادویات مریض کو بھجوا دیں۔ پانچ گھنٹے بعد محترم امیر صاحب نے فون پر اس کا حال پوچھا تو مریض نے بتایا کہ پہلے سے کافی بہتر ہوں۔ دوسرے دن کہنے لگا کہ میں اللہ کے فضل سے نوے فیصد ٹھیک ہو گیا ہوں۔ ابھی اس کا علاج جاری ہے۔

جماعت احمدیہ کی ان خدمات کو میڈیا نے بھی کوریج دی۔ ایک سندھی نیوز چینل KTN.News نے خبر نشر کی کہ اس علاقے میں صرف ایک مذہبی جماعت ''جماعت احمدیہ'' لوگوں کی خدمت کر رہی ہے۔ اور BBC اردو سروس نے بھی ترجمان جماعت احمدیہ کا انٹرویو کیا اور جماعت احمدیہ کی خدمت کو سراہا۔

اللہ تعالیٰ ان تمام ڈاکٹروں اور دیگر معاونین کی خدمات کو قبول فرمائے اور انہیں اجر عظیم سے نوازے۔ آخر پر خاکسار امیر صاحب ضلع عمر کوٹ اور ان کی فیملی کا بھی ممنون ہے جنہوں نے ڈاکٹروں اور خدمت خلق کرنے والے وفد کی ضروریات کا خیال رکھا اور ان کی خوب مہمان نوازی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین۔

الوداعی تقریب

18 جنوری 2012ء کی شام دارالضیافت میں ماہنامہ انصاراللہ کے سابق مدیر مکرم و محترم محمد محمود طاہر صاحب ایم اے ایم فل ابلاغیات، شاہد کے اعزاز میں الوداعی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں نائب صدران، مجلس عاملہ کے بعض اراکین، اشاعت کمیٹی، کارکنان شعبہ اشاعت اور نائب مدیران ''انصاراللہ'' مدعوین میں شامل تھے۔ اس موقع پر مکرم صدر مجلس نے سابق مدیر کی خدمات کو سراہا اور رسالہ کے لئے ان کی شبانہ روز اور مخلصانہ محنت کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ بعدہ احباب کرام کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔

تحریک جدید

''ہر شخص کے پاس جماعت کے سیکریٹری اور صدر صاحبان پہنچیں اور دیکھیں کہ کوئی شخص اس تحریک میں حصہ لینے سے محروم نہ رہے یا کون شخص ایسا ہے جس نے حیثیت کے مطابق حصہ نہیں لیا۔''

(خطبہ جمعہ 22 رجنوری 1954ء)

2011ء: سندھ میں آنے والے سیلاب میں انصاراللہ پاکستان کی خدمت انسانیت کے چند مناظر

2011ء: سندھ میں آنے والے سیلاب میں انصاراللہ پاکستان کی خدمت انسانیت کے چند مناظر

تحریک جدید ایک الٰہی تحریک

- **جماعت کا اخلاص ومحبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے**
- **آج احمدیت کی شاخیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 200 ممالک میں موجود ہیں**

(مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید)

تحریک جدید کے سال نو کا اعلان کرتے ہوئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''جب یہ تحریک حضرت مصلح موعود نے شروع فرمائی تھی اُس وقت مخالفین احمدیت نے اس پیغام کو دنیا سے مٹانے کا اعلان کیا تھا جس کو لے کر حضرت مسیح موعود...... آئے تھے لیکن حضرت مصلح موعود نے جب اُس کے جواب میں دنیا کے کونے کونے میں اس پیغام کو پہنچانے کے لئے مالی تحریک کی تو ایک والہانہ لبیک کا نظارہ دنیا نے دیکھا اور آج ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے 200 ممالک میں موجود ہیں اور جیسا کہ مَیں نے کہا کہ صرف ایم ٹی اے کے ذریعے ہی ایک انقلاب دنیا میں آ رہا ہے۔ پس خلافت کے سائے تلے جیسا کہ حضرت مسیح موعود...... نے فرمایا تھا آپ کے مقصد کو پورا کرنے کیلئے جماعت قربانیاں دے رہی ہے۔ کاش کہ وہ مسلمان جو حبِ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی اس تقدیر کو سمجھیں اور توحید کے قیام، قرآنِ کریم کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دنیا میں قائم کرنے کے لئے اس جری اللہ کے ساتھ جُڑ کر کام کرنے کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں اور پھر دیکھیں کہ اُن کی کھوئی ہوئی ساکھ کس طرح دوبارہ بحال ہوتی ہے۔ پھر دیکھیں کہ بڑی بڑی طاقتیں کس طرح اُن کی عزت و احترام کرتی ہیں۔ ...... آجکل دنیا تو ویسے ہی تباہی کی طرف جارہی ہے۔ ...... اس کی وجوہات یہی ہیں کہ خدا کو بھول گئے ہیں، اُس کے پیاروں کے متعلق گھٹیا اور اوچھی باتیں کی جاتی ہیں ...... پس دنیا کو خدا کا خوف دلانے کی ضرورت ہے۔ آج احمدی تو یہ کام کر ہی رہے ہیں لیکن اگر تمام مسلمان بھی اب اس حقیقت کو سمجھ جائیں تو جہاں اپنی دنیا و عاقبت سنواریں گے وہاں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے بھی مورد بنیں گے، وارث بنیں گے۔ کاش ان کو عقل آ جائے۔

...... جب مسلمانوں کا ایک گروہ احمدیت کو ختم کرنے کے بلند بانگ دعوے کر رہا تھا تو حضرت مصلح موعود نے احمدیت یعنی حقیقی ...... کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ایک تحریک کا اعلان کیا۔ اس پر احباب جماعت نے، بچوں، عورتوں، مردوں نے لبیک کہا اور لبیک کہتے ہوئے قربانیوں کی مثالیں قائم کیں اور ان قربانیوں کے نتیجے میں آج ہم دنیا میں تحریک جدید کے پھل لگے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ بلکہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے پھل دار درخت بلکہ پھلوں سے لدے ہوئے درخت لگے ہوئے دیکھ رہے ہیں، ۔ جہاں مختلف لازمی چندوں اور دوسری تحریکات میں جماعت کے افراد قربانی کر رہے ہیں وہاں تحریکِ جدید میں بھی غیر معمولی قربانیاں ہیں۔ آجکل جبکہ دنیا مالی بحران کا شکار ہے تو یہ قربانیاں جو احمدی کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی حمد سے لبریز کر دیتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود...... کے یہ الفاظ یاد آ جاتے ہیں کہ جماعت کا اخلاص ومحبت اور جوشِ ایمان دیکھ کر خود ہمیں تعجب اور حیرت ہوتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ 4 نومبر 2011ء، بمقام بیت الفتوح لندن، بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 25 نومبر 2011ء تا یکم دسمبر 2011ء)

خدا تعالیٰ کی تحریک

بانی تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

''میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے جماعت کے دوستوں میں ہمت پیدا کرے گا اور پھر جو کوتاہی رہ جائے گی اسے وہ اپنے فضل سے پوری کرے گا۔ یہ اسی کا کام ہے اور اسی کی رضا کیلئے میں نے یہ اعلان کیا ہے۔ ''زبان گومیری ہے مگر بُلاوا اُسی کا ہے''۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا سمجھ کر ہمت اور دلیری سے آگے بڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ رحم کرے اس پر جس کا دل بزدلی کی وجہ سے پیچھے ہٹتا ہے''۔

(الفضل 28 رنومبر 1944ء)

اغراض و مقاصد

پھر فرمایا:

''تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جا سکے۔'' (مطالبات تحریک جدید صفحہ 5)

''غرض ہمارا اشاعت (دین) کا کام ہر روز بڑھے گا اور اخراجات بھی بڑھیں گے۔ جو بہر حال آپ کو برداشت کرنے پڑیں گے۔'' (سبیل الرشاد صفحہ 201)

''اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو محض اس لئے قائم کیا ہے کہ وہ اخلاق حسنہ دنیا میں قائم کرے جو آج معدوم نظر آتے ہیں۔ یہی غرض میری تحریک جدید کے قیام سے تھی۔ چنانچہ تحریک جدید کے جو اصول مقرر کئے گئے تھے۔ ان میں جہاں یہ امر مدنظر رکھا گیا تھا کہ جماعت اپنے حالات کو بدلنے کی کوشش کرے وہاں اس امر کو بھی مدنظر رکھا گیا تھا کہ ان اصولوں پر عمل کرنے کے نتیجہ میں جماعت کو اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے زیادہ سے زیادہ سامان میسر آ سکیں۔ اس طرح تحریک جدید کے اصول میں اس امر کو مدنظر رکھا گیا تھا کہ امراء اور غرباء میں جو خلیج حائل ہے اور جس کی بناء پر امراء میں کبر اور خود پسندی اور بڑائی اور احسان جتانے کا مادہ پایا جاتا ہے اس کو دور کیا جائے۔ ان تمام مطالبات کا مقصد جماعت کے اندر اخلاق حسنہ کو قائم کرنا تھا۔''

(مطالبات تحریک جدید صفحہ 173)

مبارک ہیں وہ جو......

''مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا نام ادب اور احترام سے (دین حق) کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے''۔

(الفضل 30 رنومبر 1939ء)

سب کچھ قربان کر دو

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ جو عظیم الشان موقع عطا فرمایا ہے اُس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے اُن بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان و مال کی پروا نہیں کیا کرتے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دو اور دنیا کو یہ نظارہ دکھا دو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کیلئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ لیکن محض خدا کیلئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردہ پر سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور وہ اس قربانی میں ایسا

امتیازی رنگ رکھتی ہے۔جس کی مثال دنیا کی کوئی اورقوم پیش نہیں کرسکتی''۔ (الفضل یکم دسمبر 1943ء)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ

''یادرکھوتحریک جدید اللہ تعالیٰ کےفضلوں کوجذب کرنے کابہت بڑاذریعہ ہے۔ایساموقع نہ سینکڑوں سال پہلےکسی کوملاہےنہ آئندہ ملےگا''۔ (الفضل 17/دسمبر 1945ء)

خدا کی رضا کے لئے کھڑے ہوجائیں

''ہماری جماعت کو یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ جس کام کیلئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں وہ کام بے دریغ قربانی چاہتاہے۔جب تک ہم بے دریغ قربانی کرنے کیلئے تیارنہیں ہوتے (دین حق) اپنے حق کوواپس نہیں لے سکتا ......پس ہم تھوڑے سے لوگ جو اتنے بڑے کام کیلئے کھڑے ہوئے ہیں۔جب تک اپنی تمام طاقتوں کومجنونوں کی طرح نہ لگادیں اوردیوانوں کی طرح ہرایک قربانی کرنے کیلئے تیارنہ ہوں اُس وقت تک یہ کام ہمارے ہاتھوں سے ہونامشکل ہے''۔ (الفضل 6/دسمبر 1944ء)

تمہارارب بلاتاہے

پھرفرمایا:

''تم جانتے ہوکہ تمہیں کس کی آواز بلارہی ہے؟ میری نہیں، کسی اورانسان کی نہیں، کسی اوربشرکی نہیں بلکہ عرش پر بیٹھے ہوئے خدانے ایک آواز بلند کی ہے۔تمہیں پیداکرنے والا رب تمہیں اپنے دین کی قربانی کے لئے بلاتاہے''۔

(الفضل قادیان 5/فروری 1946ء)

رفتارتیز رکھیں

''مؤمن کواپنے کاموں میں ہوشیار رہنا چاہئے اوراپنے فرائض کی ادائیگی میں جلدی اوراحتیاط سے کام کرنا چاہئے۔احتیاط اس لئے کہ اگرہم اپنے اندازے میں غلطی کر جائیں اورکام کے بعض پہلوترک کردیں توہمیں صحیح نتیجہ کی امیدنہیں ہوسکتی اورجلدی اس لئے کہ یہ زمانہ جلدی کرنے کا ہے۔دنیا دوڑ رہی ہے۔جب تک ہم دنیا کے ساتھ ایسی رفتار کے ساتھ نہ دوڑیں کہ ہماری رفتاراُس سے تیز ہواُس وقت تک ہمیں کسی اچھے نتیجہ کی امیدنہیں ہوسکتی''۔

(الفضل 11/دسمبر 1954ء)

قدم آگے بڑھائے جا

''خداتعالیٰ نے تمہارے اندرایسی روح پیداکردی ہے کہ تم نے بہرحال بڑھنا ہے۔چاہے تمہاراارادہ اورعزم ساتھ شامل ہویانہ ہو۔پھرجس طرح یہ نہیں ہوسکتا کہ پانچ چھ سال کے بچہ کالباس آٹھ نوسال کی عمر کے بچہ کوپوراآسکے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کیلئے کافی ہو۔جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کروگے۔جب تک تم اپنے چندے کوپہلے سالوں سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے۔جب تک تم چندہ دینے والوں کی تعداد ہرسال بڑھاتے نہیں جاؤگےتمہارالباس تمہارےجسم پر بے جوڑ معلوم ہوگا......اگرتمہاری شہرت کے مقابلہ میں تمہاراکام اورتمہاراچندہ کم ہوتو سب دیکھنےوالوں کوتمہارایہ عیب نظرآئےگا۔تمہاراکام آج ہرقوم کے سامنے ہے''۔

(الفضل 11/دسمبر 1954ء)

''پس میں ایک دفعہ پھر دوستوں کوتوجہ دلاتا ہوں کہ ہر

جماعت جلد سے جلد وعدوں کی فہرست مکمل کر کے دفتر میں بھجوائے۔ یہ یاد رہے کہ وعدوں میں کچھ نہ کچھ زیادتی ضرور ہونی چاہئے تاکہ جماعت کا قدم آگے بڑھے، پیچھے نہ ہٹے۔‘‘

(الفضل 3؍فروری 1955ء)

عزت کا طریق

’’اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا۔ اگر کوئی شخص مالی لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے کمزور بھی ہو تو اسے چاہئے کہ بناوٹ سے ہی ساتھ چلتا چلا جائے‘‘۔ (الفضل 11؍دسمبر 1954ء)

روحانی جوانی

’’روحانی طور پر یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے کہ اگر تم یہ دعائیں کرتے رہو کہ تم بوڑھے نہ ہو تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا۔۔۔۔۔۔ روحانی جوانی کو تم سینکڑوں، لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک بھی قائم رکھ سکتے ہو۔ اس کا نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگلے جہان میں جو جنت ملے گی اس میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم جوان رہنا چاہتی ہے تو اس پر بڑھاپا نہیں آتا پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی۔ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی تو تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے خدا کی خاطر قربانی کرنے کی توفیق مل جائے گی‘‘۔ (روزنامہ الفضل 11؍دسمبر 1954ء)

عہدوں کو نباہیے

’’اگر کوئی اپنی مرضی سے کوئی چندہ لکھاتا ہے اور کسی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے عہد کو نباہے خواہ کس قدر ہی تکلیف ہو اور یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ کیلئے موت قبول کر کے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے‘‘۔

(الفضل 6؍مئی 1937ء)

شمولیت کی اہمیت اور دعا

’’اگر تمہیں ابھی تک تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق تو دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشت ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو اور اگر تم نے حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامت اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشے‘‘۔

(الفضل 23؍نومبر 1954ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب احمدیوں کو بشاشت قلبی، نفس مطمئنہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق تحریک جدید میں شمولیت اختیار کرنے نیز وعدہ اور وعدہ کی بروقت ادائیگی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اخبار مجالس

(قیادت عمومی مجلس انصاراللہ پاکستان)

ریفریشر کورسز

* **ٹوبہ ٹیک سنگھ میں** 15 رجنوری 2012ء کو مکرم ڈاکٹر عبدالخالق خالد صاحب نائب صدر اول مجلس انصار اللہ پاکستان کی زیر صدارت بیت الذکر گوجرہ میں ضلعی ریفریشر کورس ہوا۔ مکرم ڈاکٹر صاحب نے ہدایات دیں۔ حاضری 30/32 رہی۔

* **فیصل آباد** میں ضلعی عاملہ، نگران حلقہ جات، زعماء اعلیٰ ضلع فیصل آباد نے ریفریشر کورس کا انعقاد کیا جس میں 36 کی تعداد میں انصار نے شرکت کی۔ اس پروگرام کے دوران مکرم ملک سجاد اکبر صاحب سابق ناظم ضلع کو سپاسنامہ پیش کیا گیا اور نیک تمناؤں کے ساتھ الوداع کہا گیا نیز حسن کارکردگی 2011ء کے چند انعامات بھی تقسیم کئے گئے۔

* **اسلام آباد** کے عہدیداران انصاراللہ کا ضلعی ریفریشر کورس 8 رجنوری کو بیت الذکر میں ہوا۔ کل حاضری 49/54 تھی۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے ہدایات دیں۔

* **لاہور** کی عاملہ و زعماء کا ضلعی ریفریشر کورس 22 رجنوری کو دارالذکر میں منعقد ہوا۔ جس میں زعماء اعلیٰ، زعماء مقامی، نائب ناظمین ضلع اور بلاک نگران کی کل حاضری 71 تھی۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے شعبہ جات کے بارہ میں ہدایات دیں۔

* **ساہیوال** میں ضلعی عاملہ مجلس انصاراللہ و زعماء کا ریفریشر کورس 27 رجنوری کو ہوا۔ اس پروگرام میں حاضری 63 رہی، محترم حافظ مظفر احمد صاحب نے ہدایات دیں۔ اس موقع پر کتب کا سٹال بھی لگایا گیا جس سے انصار نے استفادہ کیا۔

* **حافظ آباد** میں ضلعی عاملہ اور زعماء مجالس کا ریفریشر کورس 22 رجنوری کو منعقد ہوا جس میں حاضری عہدیداران 18 تھی اس پروگرام کی صدارت صدر مجلس انصاراللہ پاکستان نے کی۔

تربیتی پروگرامز و اجلاسات

* رچنا ٹاؤن لاہور کو ماہ دسمبر میں سالانہ علمی ریلی کے انعقاد کی توفیق ملی جس میں تلاوت، نظم اور دینی معلومات کے مقابلہ جات شامل تھے۔ بعد ازاں پوزیشن حاصل کرنے والے انصار میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ حاضری انصار 25 تھی۔

* دارالذکر فیصل آباد میں 23 ردسمبر 2011 کے تربیتی اجتماع میں مرکزی نمائندہ مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب نے شرکت کی۔ مقابلہ جات میں پوزیشن ہولڈرز کو انعامات بھی دیئے گئے۔ پروگرام کے دوران مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی اور مکرم فضل الٰہی قمر صاحب نے ہدایات دیں بعد ازاں محترم مرکزی نمائندہ نے اختتامی کلمات کے ساتھ دُعا کروائی۔

* **حافظ آباد** کی ضلعی عاملہ کا اجلاس 2 ردسمبر کو ہوا۔ اس پروگرام میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر مجلس اور مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب قائد عمومی نے شرکت فرمائی۔ عاملہ کے 100% ممبران شامل ہوئے۔ اس موقع پر مکرم رانا منصور احمد صاحب سابق ناظم علاقہ گوجرانوالہ کے اعزاز میں الوداعیہ بھی دیا گیا۔

* **کریم نگر زعامت علیاء فیصل آباد** کو مورخہ 23 ردسمبر 2011 کو سالانہ اجتماع کے انعقاد کی توفیق ملی۔ آخر پر تقریب تقسیم انعامات ہوئی۔ کل 80 حاضری رہی۔

کلاسز داعیان

* **ضلع حافظ آباد** میں 20 نومبر کو کلاس داعیان کا انعقاد ہوا۔ 13 مجالس کے 81 انصار نے شرکت کی۔

* **ضلع جھنگ** میں زعماء مجالس، نائب منتظمین اصلاح وارشاد

اور داعیان کا ریفریشر کورس کروایا گیا۔ پہلی کلاس لالیاں میں 30/ستمبر کو ہوئی جس میں مکرم مبشر احمد کاہلوں صاحب نے شرکت کی اور حاضری 27 رہی۔ دوسری کلاس 9 دسمبر کو چاہ لڈیانہ میں ہوئی جس میں 25 انصار نے شرکت کی۔ تیسری کلاس 16 دسمبر کو ککی نو میں ہوئی۔ 24 انصار نے شرکت کی۔

میڈیکل کیمپس

* **مجلس دارالنور فیصل آباد** کو ماہ دسمبر میں 2 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی۔ ان میں مجموعی طور پر 83 افراد کو 1800 روپے کی مفت میڈیسن فراہم کی گئی۔
* **ضلع اسلام آباد** کو ماہ نومبر میں 17 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی جس میں مجموعی طور پر 63 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ نیز مبلغ ایک ہزار روپیہ کی ادویات مفت تقسیم کی گئیں۔
* **مجلس انصاراللہ واہ کینٹ** کی تین رکنی ٹیم نے ماہ دسمبر میں کرسچن ہسپتال واہ کینٹ کا دورہ کیا اور ڈاکٹرز اور سٹاف میں **کیک** تقسیم کئے گئے۔ نیز ہسپتال کے دوسرے ملازمین کو اور میڈیکل وارڈ میں داخل مریضوں کو جوس تقسیم کئے گئے۔
* **مجلس علامہ اقبال ٹاؤن لاہور** (آصف بلاک) نے 30/نومبر کو میڈیکل کیمپ لگایا۔ جس میں کئی مریضوں کا علاج کیا گیا۔
* **مجلس شالامار ٹاؤن لاہور** کو ماہ نومبر میں 2 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی۔ مجموعی طور پر 109 مریضوں نے کیمپ سے مفت استفادہ کیا۔
* **مجلس ماڈل کالونی کراچی** کو ماہ نومبر میں 4 میڈیکل کیمپس لگانے کی توفیق ملی مجموعی طور پر 928 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ علاوہ ازیں 110 مریضوں کو علیحدہ سے ادویات دی گئیں۔ نیز چند انصار نے انفرادی طور پر بھی 60 مریضوں کو ادویات فراہم کیں اور اسی مجلس نے ماہ نومبر میں 11 انصار اور 9 خدام کی بلڈ گروپنگ بھی کی۔
* **زعامت علیاء گلشن پارک لاہور** کے تحت ماہ دسمبر میں 3 میڈیکل کیمپس لگائے گئے جن میں کل 219 مریضوں کا علاج کیا گیا۔ نیز ان کیمپس کے علاوہ بھی 109 مریضوں کا علاج کیا گیا کیمپس پر کل اخراجات مبلغ 5010 روپے آئے۔

ایثار

* **گلشن پارک زعامت علیاء لاہور** نے ماہ دسمبر میں 4560 روپے مستحق لوگوں میں تقسیم کئے۔ نیز 4765 روپے عطیات برائے سیدنا بلال فنڈ جمع کروائے۔ اس کے علاوہ 11 انصار نے 2 ہسپتالوں کا دورہ کیا اور 34 مریضوں کی عیادت کی۔

وقار عمل

* **مجلس دارالنور فیصل آباد** کے زیر انتظام 18/دسمبر کو وقار عمل ہوا۔ جس میں نماز سنٹر کی صفائی کی گئی۔ حاضری 21 انصار رہی۔
* **مجلس انصاراللہ واہ کینٹ** کے 56 انصار نے 18/دسمبر 2011ء کو وقار عمل کے تحت اپنے گھروں کے سامنے صفائی کی۔
* **مجلس انصاراللہ ماڈل کالونی کراچی** نے 27/نومبر کو وقار عمل کے تحت عام گزرگاہ کی صفائی کی۔ 18 بوریوں میں کچرا ڈال کر ایک کلومیٹر دور لے جا کر تلف کیا گیا۔ حاضری 35 انصار رہی۔
* **مجلس انصاراللہ اورنگی ٹاؤن کراچی** نے 27/نومبر کو بیت الحمد اورنگی ٹاؤن میں اجتماعی وقار عمل کیا۔ کل دورانیہ 2 گھنٹے اور کل حاضری 19 انصار تھی۔
* **گلشن پارک زعامت علیاء لاہور** نے 27/دسمبر کو وقار عمل کیا۔ 95 انصار نے اپنے گھروں کے باہر صفائی کی۔

ذہانت و صحت جسمانی

* رچنا ٹاؤن زعامت علیاء لاہور کو ماہ دسمبر میں ایک پکنک پروگرام کے انعقاد کی توفیق ملی۔ 23 انصار نے شمولیت کی۔ نیز مجلس ہذا نے ورزشی مقابلہ جات بھی کروائے جس میں مقابلہ کلائی پکڑنا، سائیکل ریس اور دوڑ شامل تھے۔ صف اول اور دوم کے علیحدہ علیحدہ ہوئے۔

ع خدمت دین کو اک فضلِ الٰہی جانو

مقابلہ مقالہ نویسی بعنوان "پیشگوئی حضرت مصلح موعود اور اس کے دائمی اثرات"

برائے مجلس انصاراللہ پاکستان 2012ء

قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان۔ربوہ

قواعد: ☆**مقالہ کے الفاظ 60 ہزار سے کم اور ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد نہ ہوں۔**

☆**مقالہ نگار پہلے صفحہ پر مقالے کا عنوان، اپنا مکمل نام بمعہ ولدیت، مکمل پوسٹل ایڈریس بمعہ فون نمبرز، اپنی تنظیم اور مجلس کا نام نمایاں طور پر تحریر کریں۔**

☆**مقالہ نگار اپنے الفاظ کی تعداد کو مقالہ کے ٹائٹل صفحہ پر نمایاں طور سے تحریر کریں۔**

☆جن کتب کا حوالہ دیا جائے اُن کے مصنفین، کتاب کا نام، ایڈیشن، مطبع، سنِ اشاعت، جلد و صفحہ نمبر درج کیا جائے۔ اور حوالہ جات کو درست اور واضح طور پر تحریر کیا جائے۔

☆کاغذ کے ایک طرف صاف اور خوشخط تحریر کریں۔ مقالہ کے دائیں طرف حاشیہ ضرور چھوڑیں۔ کوشش کریں کے مقابلہ کمپوزڈ ہو۔

☆مقالہ مرکز میں موصول ہونے کی آخری تاریخ 30 ستمبر 2012ء ہے۔ مقررہ تاریخ کے بعد موصول ہونے والے مقالہ جات مقابلہ میں شریک نہ کئے جائیں گے۔

☆اس مقابلہ میں مجلس انصاراللہ پاکستان کے اراکین شریک ہوسکیں گے۔

☆مجلس انصاراللہ پاکستان کے اراکین اپنے مقالہ جات براہ راست قیادت تعلیم مجلس انصاراللہ پاکستان ربوہ کو اپنے زعیم کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں۔

☆مقالہ نویس اراکین کی راہنمائی کیلئے امدادی کتب کی فہرست دی جارہی ہے۔ مقالہ نویس ان کتب کے علاوہ مزید کتب سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔

☆ **ذیلی عناوین کی فہرست محض اصولی راہنمائی کی خاطر دی جا رہی ہے، جس کی پابندی ضروری نہیں، تاہم حسب سہولت ان کو مدنظر رکھا جاسکتا ہے۔ ان میں کمی بیشی کیلئے مقالہ نگار کو مکمل اختیار** ہوگا۔

☆**مقالہ نویس مقالہ مرکز میں جمع کروانے سے قبل ایک کاپی اپنے پاس رکھ لیں۔ مرکز میں جمع شدہ مقالہ واپس نہیں کیا جائے گا۔**

☆ **مقالہ نویس اراکین کیلئے تمام قواعد کی پابندی لازمی ہے۔**

☆**انعامات کی تفصیل درج ذیل ہے:**

اوّل: سیٹ روحانی خزائن + سند امتیاز + 25 ہزار روپے نقد

دوم: سیٹ انوار العلوم + سند امتیاز + 15 ہزار روپے نقد

سوم: سیٹ حقائق الفرقان + سیٹ تفسیر کبیر + سند امتیاز + 10 ہزار روپے نقد

ان **تین انعامات** کے علاوہ **دس انعامات** حُسنِ کارکردگی کی بناء پر **اگلی دس پوزیشنز** حاصل کرنے والوں کو **انعامی کتب اور سند امتیاز** کی صورت میں دیئے جائیں گے۔ اس کے علاوہ مقابلہ میں شرکت کرنے والوں کو **سند شرکت** بھی دی جائے گی۔

امدادی کتب:

☆قرآن کریم کی سورہ التکویر، سورہ المرسلات کی پیشگوئیاں

☆تفسیر صغیر و تفسیر کبیر کے متعلقہ حصص۔

☆سبز اشتہار روحانی خزائن جلد دوم، رسالہ الوصیت، مجموعہ اشتہارات جلد اوّل، ملفوظات، تذکرہ مجموعہ الہامات و کشوف، مکتوب احمد، سیرت المہدی مکمل سیٹ۔

☆ حیات احمد از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب

☆ حیات طیبہ از عبدالقادر صاحب سوداگرمل

☆ موعود اقوام عالم، موعود آخر الزمان

☆ مباحثہ راولپنڈی

☆ رویا کشوف سیدنا محمود

☆ خلافت راشدہ (انوارالعلوم جلد 13)

☆ رسالہ پسر موعود، ☆ مصلح موعود ☆ نشان فضل از حضرت پیر منظور محمد صاحب۔ ☆ پیشگوئی مصلح موعود کا حقیقی مصداق از حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس ☆ غلبہ حق از قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری۔

☆ تقاریر جلسہ سالانہ 1944ء از حضرت مصلح موعود، دعویٰ مصلح موعود کے متعلق پرشوکت اعلان، اہالیان لاہور اور لدھیانہ سے خطاب، الموعود۔ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق میں ہی ہوں۔

☆ (انوارالعلوم جلد 17 مقالہ کیلئے معاون ومددثابت ہوگی)

☆ خطبات ناصر 1965ء تا 1982ء (فروری کے خطبات جمعہ)

☆ خطبات ناصر 1982ء تا 1991ء (فروری کے خطبات جمعہ، شائع شدہ)

☆ خطبات طاہر قبل از خلافت۔ پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر، خطاب حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد (خلیفۃ المسیح الرابع)

☆ خطبات مسرور 2003ء تا 2011ء بالخصوص فروری کے خطبات (خطبہ جمعہ 20/فروری 2009ء) خطبہ جمعہ فروری 2010ء خطبہ جمعہ 18/فروری 2011ء

☆ سوانح فضل عمر جلد اوّل تا جلد پنجم

☆ تاریخ احمدیت

☆ حضرت مصلح موعود کے زریں کارنامے از مولانا ظفر الاسلام

☆ خطبات تحریک جدید

☆ خطبات وقف جدید جلد اوّل

☆ خدام الاحمدیہ کا مصلح موعود نمبر جون، جولائی 2008ء۔

☆ انصاراللہ کا مصلح موعود نمبر مئی تا جولائی 2009ء

☆ روزنامہ الفضل کے 1944ء سے 2011ء کے 20 فروری (مصلح موعود نمبر) کے شمارہ جات

☆ مجلّہ الجامعہ (مصلح موعود نمبر)

ذیلی عناوین:

☆ چودھویں صدی اور دین کی کمزور حالت

☆ عیسائیت اور دیگر مذاہب کی طرف سے دین پر حملے

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عالمگیر دعوت نشان نمائی

☆ سفر ہوشیارپور اور چلہ کشی

☆ پیشگوئی مصلح موعود

☆ فوری ردعمل اور مخالفین کے اعتراضات

☆ تصنیف سبز اشتہار

☆ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود کی پیدائش

☆ مصلح موعود اور صحف مقدسہ

☆ مصلح موعود کی تعیین

☆ دعویٰ مصلح موعود

☆ مختلف اعتراضات، مثلاً مصلح موعود تین سوسال بعد

☆ حضرت مصلح موعود کے بارہ میں 52 علامات اور ان کا پورا ہونا

☆ خلافت احمدیہ اور پیشگوئی کا اطلاق

☆ علامات پیشگوئی مصلح موعود کا خلافت احمدیہ میں پورا ہونا، بعض خاص علامات جن کا اطلاق تا قیامت ہوتا رہے گا

☆ پیشگوئی مصلح موعود کے دائمی اثرات

(اشاعت دین، غلبہ دین، اشاعت قرآن، دفاع دین، حقوق العباد کی ادائیگی، اسیروں کی رستگاری)

☆ خلافت احمدیہ کے ذریعے پیشگوئی کے ظہور کے دائمی اثرات

(خلافت ثانیہ تا خلافت خامسہ)

☆ اشاعت ودعوت دین کے لئے مساعی

☆ اشاعت دین احمدیت کے لئے انتظامی اصلاحات

☆ نظام نو کا منشور اور اس کے دائمی اثرات

دو مرحوم بزرگ و مدیران ماہنامہ انصاراللہ

مکرم مسعود احمد خان دہلوی صاحب (مدیراوّل)

16رفروری 1920ء ۔ 3رنومبر 2011ء

آپ نومبر 1960ء تا جنوری 1973ء مدیر رہے

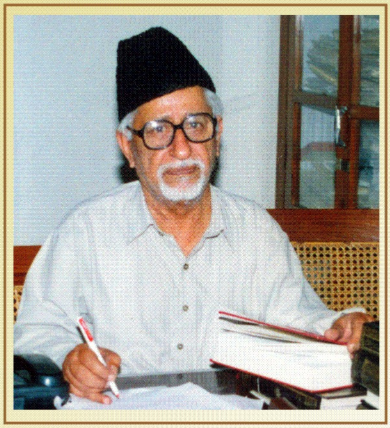

مکرم مولانا سید عبدالحی شاہ صاحب

12رجنوری 1932ء ۔ 18ردسمبر 2011ء

آپ اپریل 1977ء تا 1979ء

اور نومبر 1985ء تا جنوری 1986ء مدیر رہے

جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ

سے موبائل Devices

کیلئے Apps ڈاؤن لوڈ کیجئے

Monthly
Ansarullah
C. Nagar
Amaan 1391, March 2012
Regd #: FR - 8

Ph: 047-6212982
Fax: 047-6214631
Cell: 0336-7700250
Editor: Ahmad Tahir Mirza
ansarullahpakistan@gmail.com magazine@ansarullahpk.org

’’ہمیں مستقل استغفار کرتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے جسے ہر احمدی کو حرزِ جان بنانا چاہئے‘‘

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 13 جنوری 2012ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں کہ اُن کی بھی باری آنے والی لگتی ہے

’’آج مختلف ملکوں میں ان دنیاداروں کی بداعمالیاں ہی ہیں جنہوں نے ایک فتنہ اور فساد برپا کیا ہوا ہے۔ وہی لیڈر جو اپنے زعم میں اپنے آپ کو عوام کا محبوب سمجھتے تھے، عوام کی نظر میں بدترین مخلوق ہو چکے ہیں اور جو اپنے خیال میں اپنے مقام کو قائم کئے ہوئے ہیں۔ ابھی بھی اُن کی نظر میں یہ ہے کہ ہم عوام کے بہت محبوب ہیں، پسندیدہ ہیں۔ آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں کہ اُن کی بھی باری آنے والی لگتی ہے۔ غرض کہ دنیا میں یہ ایک فساد پیدا ہوا ہوا ہے۔ اُس کے نتیجے میں جو حکومتیں بدلی ہیں اُس نے مزید فساد پیدا کر دیا ہے اور آئندہ مزید کتنے فساد پیدا ہونے ہیں یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اس لئے ہمیں بہت دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو فسادوں سے بچائے۔

پس استغفار جہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے مقصد کو پورا کرتا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرستادے کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اور زمانے کے فسادوں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے انسان کو بچاتا ہے۔ اُن راستوں پر چلاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کے راستے ہیں جن سے دنیا و آخرت سنورتی ہے، وہاں انسان کی ذاتی ضرورتوں کو پورا کرنے اور مشکلات سے نکالنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے جیسا کہ بہت سارے واقعات میں نے پڑھے ہیں جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نصیحت فرمائی۔ انسان استغفار سے اللہ تعالیٰ کے بے شمار فضلوں کا بھی وارث بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم احمدیوں پر فضل فرمایا کہ ہم نے اس زمانے کے امام کو مانا ہے جس نے ہمیں عبادتوں اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے اور اُس کے فضلوں کو سمیٹنے کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن اس سے حقیقی فائدہ اُٹھانے کے لئے ہمیں مستقل استغفار کرتے چلے جانے کی بھی ضرورت ہے جسے ہر احمدی کو حرزِ جان بنانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 13 جنوری 2012ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 3 تا 10 فروری 2012ء)